الحمد للہ کہ مطابق اعلی التحقیق و اصولِ اسلام اہلبیت
اولادِ رسول ساداتِ کرام کی ایذا۔ اہانت عداوت
کا فیصلہ و حکم یعنی کتاب مستطاب و مقبول

السیف المسلول

فتویٰ دشمنانِ اہلبیت اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از افادات
عالیہ محقق عالم کتاب و سنت مجاز ہر چہار سلسلہ طریقت مفتی اسلام
اہلسنت وجماعت حضرت سراپا رشد و ہدایت الحاج شاہ ابوالمعارف
سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی عم فیضہ خانقاہ محبوب آباد شریف
حویلیاں ضلع ہزارہ

501/-

استفتاء

• بخدمت شریف حضرت سراپا برکت محقق عالم کتاب وسنت سیادت پناہ حقائق آگاہ سیدی وسندی محدث ہزاروی کیا ہے حکم شرعی کتاب وسنت اور اقوال واحوال علماء ومشائخ اسلام شاہ ثمن کے رُو سے اس مسئلہ میں۔

کہ بعض لوگ اپنے قول وکردار سے بعض افراد سادات کرام اہل بیت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ ان کی اہانت توہین بے ادبی تنقیص وکسر شان کر بیٹھتے ہیں۔ ان کی سب وشتم گالی۔ لعن طعن مارپیٹ جنگ وجدال سے تذلیل تحقیر کر گذرتے ہیں اور یہ ناکردگی بعض دفعہ تو جاہل بے دین لوگوں سے ہوتا ہے کبھی امراء دولت مند دنیا داروں سے جنہوں نے دُنیائے دنی اور اس کی زیب وزینت فانی کو اپنا اصل مقصود ومتاعِ حیات یا بمنزلہ مادر وپدر کے قرار ہے اور کبھی نام نہاد علماء وقضاۃ وملاؤں سے ہوتا ہے کہ وُہ خود ایسا کرتے ہیں یا ایسا کرنے والوں کی مدد وحمائت ناحق میں اپنی علمیت وملائیت کو کام میں لاتے ہیں اور عوام اہل اسلام جب ایسے ناروا فعل سے نفرت بیزاری کا اظہار کریں تو ان کو باطل تاویلات سے بہکانے کو سرپاؤں مارتے ہیں، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اہل بیت رسول سادات حسنی حسینی کی دشمنی ایذا۔ توہین۔ گالی۔ بدگوئی۔ لعن طعن یا ان سے لڑائی اور ان کی تکفیر بے ادبی تقریراً تحریراً کسی حیلے بہانے سے خود کرنا یا کسی اور سے کرانا یا ایسا کرنے والوں کی حمایت مدد کرنا جس سے ثابت ہو اس شخص کا کیا حکم ہے کیونکہ ایسا کرنا کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ اہل بیت بھی عام لوگوں کے سے ہیں کوئی شرف فوقیت نہیں۔

اوّل مختصر حکم اور پھر اس پر کچھ مختصر سے دلائل کتاب وسنت اور اقوال علماء مشائخ اسلام سے دیئے جائیں تاکہ عام اہل اسلام کے دین ایمان کی سلامتی کا موجب ہو۔

دریافت کنندگان عام اہل اسلام اہل سنت جماعت مضافات کشمیر۔ پونچھ۔ پنجاب۔ صوبہ سرحد وہند۔ بہاولپور۔ سندھ وغیرہ ملخصاً۔

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَدْ اَکْمَلَ دَائِرَۃَ النَّبُوَّۃِ وَالرِّسَالَتِ بِحَبِیْبِہٖ

محمد ن المصطفیٰ ومنّ علی المؤمنینَ باِبقاءِ الثقلینِ نائبًا عنہٗ فینا سفینۃً للنجاۃِ وّ امناً وسلامۃً لنا من الضّلالتہ یقیناً وایماناً ما کُنّا متمسّکًا بھما ومعتصمًا بذیلھما اقتداءً واتباعًا وّ انّھما لن یلتفرقا حتی یروا علی اصلھما معدن جود والکرم والرّشدِ والھدیٰ صلوٰاتُ اللہِ وسلامُہٗ سرمدًا علیہ وعلیٰ اھلبیتہٖ وذرّیتہٖ الطّیّبین الطّاھرین الّذین خُلقوا من طِینتہٖ ورُزقُوا وصارواافرعًا وثمرۃً لہٗ وبُضعۃً منہٗ ومضغۃً ومن عین ذاتہٖ الشریفۃ الکریمۃ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلّمَ وعلیٰ اصحابہٖ نجوم الھدیٰ واساتین الرّشد والتّقیٰ وکانُوا ثابتین وراجلین فی کمالِ الادبِ والتّعظیمِ وَ المحبّۃ لہٗ ولاھلبیتہ الطّاھرین اَبدًا والحمد للہِ ربِّ العالمینَ ہ

ازرُوئے حکم کتاب وسنّت واقوال واحوال بزرگان دین ومشائخ اسلام اہل بیت اولاد رسُولِ کریم سادات کرام کی ایذا، دشمنی توہین، گالی، بدگوئی لعن طعن یا ان سے لڑائی جھگڑا جنگ جدال یا ان پر ناحق تکفیر کا حکم لگانا۔ ان پر جنگ کے لئے ہتھیار اٹھانا ان کی ہتک کرنا بے ادبی کرنا یا ایسا کرنے والوں کی ناحق مدد وحمایت وطرفداری پچ کرنا جس مدعی اسلام سے ثابت ہو وہ اپنے دعوئے اسلام وایمان میں جھوٹا اور دین ایمان کا سخت دشمن اور مخالف ہے یہ سب کام حرام حرام سخت حرام دین وایمان کو بالکل تباہ و برباد کر دینے والے ناروا کام ہیں جو ان حرام و ناروا کاموں کو حلال جانے وہ خُدا و رسُول کے حراموں کو حلال جاننے والا ہے اور ایسا شخص کافر مرتد ہے کتاب وسُنت کی رُو سے وہ شخص خُدا و رسول دین اسلام سے مرتد و منکر پکا کافر ہے۔ بے تعصب تحقیق یہ ہے کہ اہل بیت رسول کے ساتھ ایسا کرنے والا عین ذاتِ پاک حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ایسا کرنے والا ہے اور اس کا حکم خود حضور پاک سے ایسا کرنے والے کا ہے اصلاً فرق نہیں اہل بیت پاک حضور سید العالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ پاک کی جزو اور بعض ومضغہ وفرع ہے اور جزو کے لئے ایسے امور میں اپنے اصل وکل کا حکم ہوتا ہے اور اس مقام پر جتنی تاویلات کی جاتی ہیں سب دین ملوکی کی ایجاد ویادگار ہیں اور سب کی سب بے محل اور باطل ہیں جو اصلاً و راساً توجہ کے لائق نہیں علما نے تصریح کی ہے کہ جُزءُ المرءِ فی معنیٰ نفسہٖ آدمی کا جزو خود اس کی ذات ونفس کے حکم ومعنی میں ہُوا کرتا ہے (ھدایہ وغیرہ) جب یہ ایک

ناقابلِ اِنکار حقیقت ہے تو آدمیّت وانسانیّت کے معمار آخرین اور نقش آدمیت وانسانیت میں رنگ بقا بھرنے والی ذات پاک کے متعلق اس مسلّمہ حقیقت سے محض کورانہ تقلید سے انحراف و روگردانی کر جانا خود اپنی آدمیت دین ایمان کی سلامتی سے انحراف نہیں تو کیا ہے؟۔

سو ایسا کرنے والے بدبخت انسان کا وہی حکم ہے جو خود حضور نبی اکرم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے مجرم کا ہے البتہ اس قدر کہ اگر اہلِ بیت رسول صاحب معاملہ و حق سے سچی توبہ اور پشیمانی اور تلافیٔ مافات سے کماحقہٗ معاف کرالے اور وُہ معاف بھی کردیں تو حکم شرعِ ظاہر میں اس کو اس کی اجازت وگنجائش ہے۔

اور باطن و معاملہ آخرت اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حوالہ ہے اور اگر معافی ہونا یُوں ثابت نہ ہو تو بدستور مرتد ہے اس کے لئے سب حکم مرتدوں کے ہیں۔

اس کے ساتھ صحیح دین ایمان والے مسلمانوں کو کوئی معاملہ اسلام کلام لین دین تمام شادی کی شرکت۔ نماز جنازہ۔ دفن کفن۔ قبر میں اس سے کوئی علاقہ نہ رکھیں کہ یہ سب ناجائز ہے۔

اور اسے امام۔ استاد۔ قاضی۔ گواہ پنچ۔ ثالث۔ مفتی۔ پیر مرید شاگرد۔ دوست وغیرہ بنانا ناروا ہے۔

اللہ تعالیٰ دن قیامت کے ایسے لوگوں کے نہ فرض قبول کرے گا۔ نہ نفل۔ نہ صدقہ نہ خیرات۔ اور ایسے لوگوں پر خدا اور رسول اور فرشتوں اور کل لوگوں کی لعنت ہے اور تمام افرادِ اُمّت کے لئے یہی حکم ہے کوئی ایسا کرنے کا مجاز و مختار نہیں اور ایسا کرنا کسی کو بھی روا نہیں اور اہل بیت رسول کو غیر پر از روئے کتاب وسنّت واقوال و احوال بزرگانِ دین نہایت شرف و مجد و فوقیت ہے بلکہ اہل بیت سے غیر کو قیاس کرنا ہی ناروا اور ممنوع ہے اور اہلِ بیت کے ہر معاملہ میں حضورُ بہترین خلائق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا لحاظ و پاس رکھنا ضروری ہے۔ اہلِ بیتِ رسول سادات کرام سے بدسلوکی بے ادبی ایذا دہی تنقیص۔ گالی دینا۔ لعن طعن کرنا بدگوئی سے پیش آنا۔ لڑنا ان پر ہتھیار اٹھانا ان کو رسوا کرنا ان پر دشمن کی مدد کرنا جس حیلے بہانے سے ہو اور جس رنگ وشکل وصورت میں وُہ خود حضور کے ساتھ ایسا کرنا ہے معاذ اللہ اور جتنا قدر ہو جس امر میں جس طرح سے ہو کم ہو یا زیادہ وہ سب حرام و ناروا ہے اور اس حرام و ناروا کو جو حلال جانے وہ کافر و مرتد دوزخی ہے جو اس کے کفر ارتداد عذاب میں شک کرے تردّد یا توقّف سے پیش آئے اور یا اس کی حمایت تائید و مدد کرے وُہ بھی اسی جیسا کافر و مرتد ہے اور ہر زمانہ کے صحیح دین ایمان والوں کا یہی مذہب و اعتقاد و فتویٰ ہے اور ہمیشہ یہی رہے گا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہٗ اعلم اب اس پر دلائل مختصر سے دیئے جاتے ہیں۔

پہلی فصل

اس پر کتاب اللہ قرآن شریف سے دلائل۔

(پہلی دلیل) پ ۲۲ احزاب ع اللہ تعالیٰ پروردگار عالم کا فرمان پاک ہے۔

وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً ان ذالکم کان عند اللہ عظیما ان تبدوا شیئًا او تخفوہ فان اللہ کان بکل شیئ علیماً ○ اور تمہیں یہ روا نہیں کہ ایذا دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو ان کی (نسبت والی تمام) بی بیوں سے ان کے بعد ابد تک بے شک یہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے۔ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

فوائد۔ اس آیت سے تین اہم اور واضح امر معلوم ہوئے۔

(۱) جس امر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بواسطہ یا بلا واسطہ ایذا ہو وہ مطلقاً حرام ہے، چنانچہ یہ نکاح اس لئے ایذا و اہانت ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ ناروا ہے۔

(۲) اہل بیت رسول میں سے جن کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الحاقی طور پر بھی نسبت علاقہ ہو ان کی ایذا اہانت بھی اللہ کے نزدیک سخت ناروا شدید حرام ہے تو جن کو آپ سے نسبت و قرب خویشی و علاقہ ذاتی ابدی طور پر ہو ان کی ایذا و اہانت و بے ادبی دشمنی تو اور بھی زیادہ سخت حرام اور اشد ناروا ہے۔

(۳) اس معاملہ میں آدمی کو چاہیئے ظاہر قولی فعلی تقریری طور پر کچھ ارتکاب کرے یا باطن اور دل میں اس کے متعلق کوئی اندیشہ و سوچ کرے تو وہ بھی اللہ کے نزدیک بڑی معصیت کی بات ہے جو حلال اور روا نہیں پس اہل بیت رسول کی ایذا و اہانت کی ہر بات خواہ ظاہری ہو یا باطنی وہ ناروا اور نہایت حرام ہے اس کا اندیشہ و خیال بھی ناروا ہے۔

(دوسری دلیل) پ ۲۲ احزاب ع میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لھم عذابا مھیناً ○

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فوائد (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رسول کو ایذا دینا ناخوش کرنا مطلقاً حرام ہے اور اللہ تعالیٰ

کے محبوب محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایذا دینا ناراض کرنا ہی اللہ کا ایذا و ناراض کرنا ہے جو کسی طرح بھی روا نہیں۔

(۲) جو لوگ اللہ کے رسول پاک کو ایذا دیں کسی طرح ناراض و ناخوش کریں ان پر دونوں جہاں میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے وہ دنیا و آخرت میں رحمت سے بے نصیب و محروم ہیں۔

(۳) حضور رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایذا پہنچانے والے لوگ وہ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو جہاں میں لعنت اور ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پس اللہ علیم و خبیر کی تیاری ایسے لوگوں کے بُرے خاتمہ اور آخرت کی بربادی کی دلیل ہے۔

(تیسری دلیل) پ ۲۶ فتح ع ۹ میں خدا تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وتعزّروہ وتوقّروہ اور تم اس رسول کی ہر طرح تعظیم و توقیر کرو۔

فوائد ۔(۱) اس سے معلوم ہُوا کہ حضور سید عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہر امر میں ہر لحاظ سے تعظیم و توقیر فرض ہے۔

(۲) کسی امر میں کسی اگر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بے ادبی اہانت کسر شان۔ توہین بے تعظیمی ہو وہ حرام قطعی ہے۔

(۳) حضور بہترین عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تعظیمی امور کی ضرورت و فرضیت لازم ہونے واجب ہونے کو کسی اور دلیل و ثبوت کی حاجت نہیں یہی بس ہے کہ وہ حضور کی تعظیم کا موجب ہیں۔

(۴) حضور بہترین خلائق صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بے ادبی بے تعظیمی ایذا و اہانت و کسر شان جس امر و صورت میں ہو اس کے حرام ناروا ممنوع وغیر مشروع ہونے کے لئے اور کسی ثبوت و دلیل کی اصلاً کوئی ضرورت نہیں اس کے قطعاً حرام و ناروا ہونے کو یہی بس ہے کہ وہ آپ کی بے تعظیمی ایذا و اہانت کا سبب ہے۔

یہ معلوم ہو جانے پر بخوبی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی تعظیم و توقیر دینی فرض ایمانی فرض قطعی ہے اور اس میں سے آپ کی اہل بیت و عترت اولاد سادات آلِ رسول کی تعظیم و توقیر بھی یقیناً ہے اور یہ بھی فرض ہے یونہی آپ کی ایذا اہانت بے ادبی، بے تعظیمی از روئے دین و ایمان قطعاً حرام ہے اور اس میں سے آپ کی اہل بیت عترت اولاد سادات آل رسول کی ایذا اہانت بے ادبی بے تعظیمی و کسر شان و

تنقیص بھی ہے جو کسی طرح حلال و ناروا نہیں بلکہ شدید ناروا سخت حرام ہے۔

پس حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اہل بیت اولاد سادات کرام حسنی و حسینی کو ایذا دینا یا ان کی کسر شان کرنا اہانت و بے ادبی کرنا توہین سے پیش آنا۔ دکھ دینا قولاً یا فعلاً تقریراً یا تحریراً سے تھوڑی یا زیادہ خود کرے یا کسی سے کرائے یا کرنے والے کو مدد دے یہ سب عین ذات پاک سرور کائنات صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی ایذا و اہانت و دشمنی ہے جو شرعاً ہرگز ہرگز جائز اور حلال و روا نہیں نہایت ناروا اشد حرام ہے۔

(چوتھی دلیل) پ۲۲ احزاب ع۴ میں پروردگار عالم وحدہٗ لاشریک کا فرمان پاک ہے۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۝

یہی بات ہے اور نہیں کہ اللہ چاہتا ہے اے اہلبیت رسول کے تمام لوگو تاکہ دور فرما دے تم سے ہر ناپاکی (ناشائستہ بات) کو اور تمہیں پاک صاف فرما دے جیسا کہ حق ہے اس کا۔

فائدہ:۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کا اپنے پیغمبر پاک علیہ السلام کی اہلبیت اطہار کے سب لوگوں کے حق اپنے رب تعالیٰ کے فرمان کے مطابق قولی و فعلی طور پر یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے وہ تمام امور اور باتیں دور فرما کر ان کو نہایت پاک صاف فرما دیا ہے جو کسی طرح بھی از روئے دین و ایمان و اخلاق نفرت و بیزاری کے قابل ہو سکتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت سے اپنے محبوب پاک کی خاطر اہل بیت رسول سے ہر ناپاکی و ناشائستہ حال و کیفیت و کردار وغیرہ سے ایسا ستھرا و پاک فرما دیا جیسا کہ حق ہے ستھرا و پاک کرنے کا، چنانچہ اہل علم و عرفان نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل بیت رسول کے حق کسی قسم کی رجس۔ ضلالت۔ ناپاکی معصیت مذہب و اعتقاد کی بدی و برائی یا گندگی کا اعتقاد رکھنا خدا تعالیٰ کی خبر و فرمان پر یقین و ایمان کے منافی و معارض ہے کہ اس نے ان کی علی الاطلاق تطہیر کا قطعی ارشاد فرمایا ہے اِنّما کلمہ حصر کے ساتھ سو اس کا خلاف سلامتی دین و ایمان کے باوجود متصوّر نہیں ملخصاً (فتوحات مکیہ و متین وغیرہ) اقوال واقعی یہ حق ہے اور اس کے متعلق تمام امت اور اہلبیت کو غور و فکر لازم ہے۔

پس خدا و رسول پر ایمان رکھنے والا بموجب اس قسم کی آیات و احادیث کے رُو سے یہ اعتقاد و یقین رکھے کہ جن صورتوں اور جن وجہوں سے نفرت و اہانت و بے ادبی کے موقعے اور امکانات ہوں خدا تعالیٰ نے اپنے بیمثل حبیب کی خاطر آپ کی اہل بیت اطہار اولاد کو ان سے ہر طرح پاک صاف

اور ستھرا بنا دیا کما حقہٗ ان کی تطہیر فرمادی ہے پس ان کی ایذا اہانت یا ان سے نفرت و بے ادبی کیلئے کوئی موقعہ و امکان نہ رہا۔

(پانچویں دلیل) پ ۲۵ شوریٰ ع ۳ پروردگار عالم جل جلالہٗ کا ارشاد ہے۔

وَذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ط قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ط وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ہ

یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے آپ فرمادیں (اے محبوب) میں اس پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت اور جو نیک کام کرے۔ ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں گے بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔

فوائد۔ (۱) تفسیر دُرِّ منثور میں بروایت ابن عباسؓ بحوالہ ابن ابی حاتم لکھا ہے قَالَ الْمَوَدَّةُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ یہ محبت جو فرض فرمائی گئی ہے تمام ایمان داروں پر یہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت ہے۔ (۲) اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور محبوب خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ قرابت و خویشی و علاقہ رکھنے والوں کی محبّت اہل اسلام مومنین پر فرض ہے۔

(۳) اور جن لوگوں میں حضُور سے نسبت و قرابت و علاقہ و خویشی جس قدر زیادہ ہو ان کی محبت ان کی خاطر و مدارات اتنی زیادہ فرض ہے۔

(۴) تمام اہل سلام اہل ایمان کے نزدیک اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبّت تعظیم عزّت آبرو خدمت گاری اہم فرائض و ارکان و ضروریات دین و ایمان میں سے ہے اور اس کی ضد و خلاف اہم محرمات دینیہ ایمانیہ میں سے ہے پس مقتضیاتِ محبت و تعظیم و مودۃ کا بجا لانا ضروری اور خلاف سے بچنا فرض و لازم ہے۔

(۵) اور اس درجۂ فرض و لازم شرعی سے بڑھکر از خود خُدا و رسُول کی مزید خوشنودی و رضامندی کی خاطر ان کے ساتھ اور بھی زائد اعزاز و اکرام و عزّت، و محبّت و تعظیم سے پیش آئے اور حُسنِ سلوک کرے تو یہ شرعاً نہایت پسندیدہ اور اجر و خوبی کا کام ہے اور اعلیٰ نیکی اور کمائی ہے جسے اقتراف حسنہ فرمایا گیا ہے جس پر بڑے بڑے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

(۶) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کے حقوق کی بہت بڑی رعایت و نگہداشت شرعاً ضروری ہے اور اس سے بے پرواہی سخت شرعاً نا روا ہے اور نہایت خطرناک ہے۔

(۷) باوجود اعلیٰ درجہ سعی و کوشش و اہتمام سے حقوق اہلبیتِ رسول کی ادائیگی میں انسان کہ خطاء و نسیان سے مرکب ہے۔ اللہ رسول و اہل بیت کے حکم و مرضی و حقوق کی ادائیگی میں قصد و اعتقاد و نیت کے بغیر اگر قصور و خطا سرزد ہو جائے تو نیت و اعتقاد کی خوبی و حسن سے عملی قصور و ضعف کمزوری بشری کے عفو و مغفرت کا مژدہ ارشاد فرمایا گیا ہے جس سے ان کے حقوق ورعایات کی اور بھی اہمیت و ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

اور خدا و رسول و اہل بیتِ رسول کی شان رفیع کی عظمت و برتری و رفعت معلوم کی جا سکتی ہے اور ان کے حق میں گستاخی بے ادبی بے تعظیمی کسرِ شان تنقیص اہانت و بے پرواہی منہ زوری کی برائی و بدانجامی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معاذ اللہ ان کی بے ادبی ایذا و اہانت و بے تعظیمی و دشمنی آدمی کے دین ایمان کو تباہ کر دینے نیست و نابود کر کے رکھ دینے کو بس ہے۔

(۸) پس اس سے معلوم ہوا کہ اہلبیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدسلوکی ان کی بے تعظیمی بے ادبی گستاخی بے محبتی ان سے نفرت ان کی مخالفت عداوت۔ دشمنی۔ مقابلہ۔ لڑائی۔ ان کو گالی دینا یا ان کو ایذا و دکھ دینا قتل کرنا۔ لوٹنا نقصان جان و مال کا پہنچانا ان پر تشدد و سختی کرنا ان پر ہتھیار اٹھانا ان کی توہین کرنا یا کرانا دین ایمان اسلام اور خدا و رسول سے جنگ نفرت و بیزاری مقابلہ کا اعلان کرنا ہے۔ معاذ اللہ سو یہ کسی کے لئے اور کسی طرح حلال و روا نہیں پس کسی مسلمان مومن کو حلال نہیں کہ اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا و اہانت و عداوت بے ادبی کا کوئی کام کرے یا ایسا کرنے والوں کا ساتھ دے یا ان کی حمایت طرفداری کرے۔

(چھٹی دلیل) پ ۲۱۔ احزاب ع ۱۷ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ط یہ نبی تمام اہلِ اسلام کا (وہ والی و مولا ہے کہ خود) ان کی جانوں سے بڑھ کر ان کا حقدار (مالک و قریب) ہے اور اس کی (نسبت والی تمام) بی بیاں اُن کی مائیں ہیں۔

فوائد :- (۱) اس سے معلوم ہُوا کہ اگرچہ دینِ اسلام میں بعض قرابت دار بعض سے کسی ایک وجہ و لحاظ سے زیادہ قریب و حق دار ہوتے ہیں مگر کوئی قریبی، کوئی حقدار کوئی بزرگ کوئی عزیز کوئی رشتہ دار کوئی دوست کوئی شخص کوئی چیز کسی امر اور کسی حال میں یُوں نہیں کہ اس کا لحاظ و حقوق حضور جانِ عالم مالکِ رقابِ اُمم باعثِ ایجاد و بقائے عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حقوق و لحاظ کے مقابل کیا جائے۔

حضُور ہی ہر مومن مسلمان کے سب سے بڑھ کر مالک و حقدار قریب و مختار ہیں آپ کے حقوق کی رعایت آپ کی نسبت و علاقہ کا پاس و لحاظ و ادب تعظیم اور آپ کی قرابت کا احترام و اکرام مودّت و محبت سب سے بڑھ کر سب سے اوّل اور سب سے اعلیٰ و مؤکد اور سب سے زیادہ ہے اور سب پر مقدم ہے۔ پس جس شخص کی حقیقت و کیفیت دینی حال و اعتقادی اور عملی طور پر اس کے برعکس ہو وہ دین ایمان سے پُورا پُورا فارغ اور تہی دست و خالی اور بالکل برطرف اور خارج ہے (معاذ اللہ) لہٰذا حضُور کے حقوق کے مقابل کسی کو خیال و قیاس میں لانا ہی شرعاً ناروا اور سراسر باطل ہے۔

(۲) اس آیت (فرمانِ الٰہی) سے یہ بھی صاف معلوم ہُوا کہ عالم میں فضل و شرف و مجد کا مدار دینا و اصل حضور بہترین خلائق سید العالمین محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ پاک کی نسبت و قرب و علاقہ و نزدیکی و خویشی ہے اور یہ نسبت و قرب و علاقہ و رشتہ دو قسم پر ہے ذاتی و الحاقی یا خاص و عام قسمِ اول کو تابیدی اور قسمِ دوم کو توفیقی بھی کہتے ہیں۔

جن لوگوں کو حضور سید عالم بہترین عالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عام والحاقی طور پر بھی نسبت و علاقہ و قرابت میسر ہو وہ بھی اس نہایت کی فضیلت و بزرگی والے ہو جاتے ہیں کہ کوئی قاعدہ و دستور و قیاس وہاں اس فضل بزرگی کو مٹانے یا کم کرنے میں کچھ اثر کیا رکھے بلکہ سب قاعدوں اور دستوروں اور اصولوں اور ضابطوں پر مطلق یہ نسبت و قرابت فوقیت رکھتی ہے اور سب اصول و ضوابط و قانون یکسر ٹوٹ جاتے ہیں اور خود نیست و نابود ہو جاتے ہیں مثلاً جس کسی مومن مسلمان بی بی کا بخت رسا ہُوا اور قسمت چمک اٹھی کہ اس نے پیغمبرِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زوجہ (بیوی) ہونے کا شرف پایا تو آپنی نسبت زوجیت

سے مشرف ہوتے ہی وہ اُمہات المؤمنین میں سے ہوئیں اور اُمت نبوی کے سب مومن مسلمانوں کی ماں ٹھہریں اور ایسی ماں کہ حقیقی والدہ سے بڑھ کر لائق احترام و ادب ہیں کہ خلوت و نظر با ادب مادرِ حقیقی سے شرعاً مشروع و جائز مگر یہاں اتنی بھی گنجائش نہیں اور وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ کے اطلاق سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ خود ان کے اپنے باپ: دادا، پردادا، بھائی، ماموں، تایا، چچا، خالو وغیرھم کی بھی بلحاظ اس نسبتِ نبوی کے ماں ٹھہریں اور ان کا احترام سب کو لازم ہُوا۔

سو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیوں کو ایذا دینا ان کی توہین کرنا دُکھ دینا یا ان سے بے ادبی کا معاملہ کرنا ہرگز درست نہیں اور ان سے نکاح ابدی حرام و ناروا ہے بلکہ اس کا دل میں اندیشہ و خیال بھی بہت بڑی ناروا معصیت کی بات ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی نسبت والی بیبیوں جیسے آپ کی بیٹیوں کے حق ایذا و بے ادبی کی یہ باتیں کیونکہ جائز ہو سکتی ہیں جب آپ کی نسبت الحاقیہ کا یہ کچھ ادب واکرام ہے تو نسبتِ ذاتیہ ابدیہ کا کس قدر ہوگا۔

(۳) نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ حضور سے قرابت و نسبت و قرب والوں سے کسی دُوسرے کو قیاس کرنا اور مقابل کرنا سخت ناروا اور نہایت مذموم و حرام ہے کہ قیاس مع الفارق و موجب بے حرمتی کا ہے۔ (ساتویں دلیل) پ ۲۲ احزاب ع ۴ خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ (الآیۃ) اے نبی کی (تمام) بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تقویٰ کرو۔

فوائد (۱) اس آیت شریف سے صاف معلوم ہُوا کہ افرادِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد عورتیں سب ہی دُوسرے لوگوں سے بے مثل اور اعلیٰ درجہ و افضل رُتبہ والے ہیں، اگرچہ سب بجائے خود اپنی اپنی شان و بزرگی رکھتے ہیں پس اس قرابت و نسبتِ نبوی نے اہلِ نسبت کو اپنے غیر سے افضل اور بے مثل و اعلیٰ بنا دیا جسے قرآن کریم نے یُوں بیان فرمایا۔ اور سورۃ احزاب کی آیت ۳۰ و ۳۱ سے ظاہر ہے کہ بہرحال افرادِ اہل بیت کو امتیاز ہے۔

(۲) جب حضور بہترین عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الحاقی نسبت والی بیبیاں بھی اپنے غیر سے بے مثل و افضل و بہتر ہیں تو نسبت ذاتی اور خاص والے تو خود بے مثل و بہتر و برتر ہیں سو ان سے نفرت ان کی کسرِ شان بے ادبی اہانت ایذا کیوں کر حلال اور روا ہو سکتی ہے۔

(۳) جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جن کو الحاقی نسبت ہو جائے وہ بے مثل ہو جاتے ہیں تو خود حضور یا آپ کی نسبت ذاتی ابدی والوں کو بے مثل و برتر نہ جاننا کیوں کر دین وایمان سے ہو سکتا ہے پس کتنی بڑی گمراہی و غلطی پر ہیں وہ جو حضور علیہ السلام کو از روئے اعتقاد وعمل بے مثل بے نظیر ماننے سے محروم ہیں۔ واللہ الہادی۔

(آٹھویں دلیل) آیت ۸ پ ۱۸ نور ع ۳ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۠

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے واسطے ہیں اور ستھریاں ستھروں کے لئے ہیں اور ستھریاں ستھروں کے واسطے وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

فوائد (۱) اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفایت کا لحاظ شرع شریف میں بنیادی اصول ہے جس سے بے اعتنائی قانون اور اصول خداوندی کی خلاف ورزی ہے۔

(۲) ناپاکیاں ناپاکوں سے نسبت اور تعلق رکھتی ہیں اور ناپاک ناپاکیوں سے متعلق ہوتے ہیں پس پاکوں کے حق ناپاکیوں کا تصور غیر متصور و ناروا اور بربریت ہے یونہی ناپاکوں کے حق ناحق پاک اندیشیاں۔

(۳) پاکوں سے پاکیزگیاں ہی متعلق ہوا کرتی ہیں اور اہل طہارت کے حق پاک اندیشیاں جائز و زیبا ہیں نہ کہ اس کا خلاف۔

(۴) جن کی پاکیزگی طہارت و بزرگی پر اللہ و رسول کی شہادت ہے ان کے حق میں اس کے برعکس عمداً ہرزہ سرائی اور بیہودہ گوئی خبیثوں اور ناپاکوں کی حرکت و علامت ہے۔

(۵) جن کو اللہ و رسول نے پاک و طیب ظاہر فرمایا اس کے خلاف افترا پردازی و بہتان اندیشی و الزام تراشی و اتہام افزائی دشمنان حق ہی کا کام ہے مسلمان کو لازم ہے کہ اللہ و رسول کے مقابل لوگوں کی کوئی کہاوت نہ مانے اور خدا و رسول کو سچا جان کر پاکوں کی پاکی اور بے گناہی اور بخشش و عزت کی روزی کا ہی اعتقاد رکھے۔

(۶) اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق عامیانہ اعتقاد و عمل ہرگز جائز نہیں

ناحق الزام و اتہام کسی پر بھی ہوناروا اور ممنوع ہے اور معصیت پھر اہل بیت رسول پر تو معاذ اللہ کس قدر ناروا اور دین و ایمان ربا ہوگا۔ پ۱۸ نور ع۲ میں خدا تعالیٰ فرماتے ہیں تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ، تم اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی (جرم عظیم) کی بات ہے پھر یہ ادب سکھایا کہ ایسی بے اصل گستاخی کی بات و ناحق الزام تراشی کی بیہودگی سنو تو فوراً کہو ہمیں کیا حق ہے کہ ایسا کہیں۔ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ہ الٰہی تیری پاکی یہ بڑا بہتان ہے پھر آئندہ ایسی لغزش سے اہل اسلام و ایمان کو بچنے کی نصیحت و ہدائت فرمائی يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ہ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔ (۷) آدمی کو ہمیشہ اللہ رسول کی معصیت سے ڈرتے اور پورے اہتمام کے ساتھ بچتے رہنا لازم ہے کبھی بڑے بڑے درجہ والوں کو بُرے لوگوں کی ہمنشینی و صحبت و نزدیکی کے اثر سے ناشائستہ نوبت آگئی اور سخت ندامت اٹھانا پڑی۔

چنانچہ بعض صحابہ کرام منافقین کی اس باطل الزام تراشی و ناحق اتہام پروری کی لپیٹ میں آنے سے بچ نہ سکے گو بعد میں تائب ہو کر معاف کرالیا۔

سو اس موعظمت و نصیحت و ہدایتِ الٰہیہ سے اس زمانہ کے بعض بڑے بڑے مدعیانِ علم و تصوّف و فقر سبق سیکھیں اور پند پذیر ہوں جو نمائشی علم و تصوّف و درویشی کے نشے میں یا دولت و منصبِ دُنیاوی کی بدمستی میں خدا رسول اور اہل بیت اطہار کے حق میں بے ادبانہ ایذا و اہانت و بے تعظیمی کے قول و کردار کر بیٹھتے ہیں جو دین ایمان کی تباہی کا موجب ہے۔

پس سب کو یاد رکھنا لازم ہے کہ بندہ کو کبھی بے غم نہ ہو جانا چاہیئے کہ عصمتِ خاصہ انبیائے کرام ہے تو غیر معصوم کیونکر معصیت کے سرزد ہو جانے سے بے غم ہو سکتا ہے اور یہ نہ بھولیں کہ بلا بقدر ولا ہے پس آزمائش سے بے فکر ہونا نازیبا ہے۔

خُداوند کریم ہی اپنے کمال کرم و فضل و عنایت کے ساتھ ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کی اہل بیت اطہار و صحابہ کرام و بزرگانِ دین کی گستاخی و بے ادبی سے بچا کر ان کے شرعی آداب و حقوق کی بجا آوری کی توفیق دیں آمین۔

(نویں دلیل) پ۲۲ احزاب ع۷ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بیان (نبی) پر اے ایمان والوں پر درود بھیجو اور سلام جیساکہ ہوسکتا ہے۔

فوائد (۱) بحوالہ تفسیر القرآن وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی صَلُّوْا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ یعنی آل کا لفظ بھی اس میں نازل ہوا ہے۔

اور وَسَلَامٌ عَلٰٓى اِلْيَاسِيْنَ ○ کی ایک تفسیر بھی یونہی ہے کہ مراد آلِ یٰسین سے ہے کہ یہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ایک صفاتی اسماء مبارکہ سے نام شریف ہے یعنی آلِ محمد مراد ہے۔

چنانچہ دنیا جہان کے اسلام ایمان والے کتاب وسنت کی ہدایت وتعلیم کے مطابق درود شریف یوں عرض کیا کرتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ○

اے پروردگار درود بھیج ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر اور آپ کی آل پاک پر اور برکت وسلامتی فرما۔

(۲) علماء اسلام نے اس سے حضور اور آپ کی آل پاک پہ درود شریف عرض کرنا شرعی و دینی فریضہ ہونا بتلایا ہے اور واجب ومستحب ومندوب ہونے میں تو کسی کو کلام ہی کیا ہوسکتا ہے

(۳) دین وایمان کی سلامتی میں کسی مومن ومسلمان کو یہ تصور بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ عین نماز میں (جو کہ حضور الٰہی کی ایک مقدس ترین حالت ہے) اس حالت میں جس آلِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہر فرد پہ درود وسلام عرض کرنا میرے دین وایمان میں ضروری ہے اور فریضۂ مذہبی ہے۔ ان کو ایذا دینا۔ توہین کرنا بے عزتی کرنا غیر سے ان کو گھٹانا اور کسی طرح ان کی تذلیل وتحقیر کرنا۔ گالی دینا۔ ان پہ ناحق افترا باندھنا۔ الزام لگانا۔ ان سے جنگ وجدل کرنا۔ ان کو مارنا قتل کرنا۔ ان کی لوٹ مار پہ جرأت کرنا ان کے دینی وملی آثار کو مٹانا۔ ان کی عزت و عظمت اہل اسلام کے دلوں سے گم کرنا اور ایسے ہی دین ایمان کے منافی وخلاف امور کا کرنا کرانا بھی درست ہے۔ حاشا وکلا ہرگز ایسا نہیں پس مومن مسلمان کو ایسا کرانا جائز حلال اور

روا نہیں بلکہ حرام حرام اور سخت حرام ہے اور جو ایسا کہ کرا کر بھی اسلام کا دعویدار ہو وہ اپنے دین وایمان کی قیمت خود ہی جانتا ہے ؎

ہرگزم باور نمی آید ز روئے اعتقاد

ایں ہمہ ہا کردن و دین پیغمبر داشتن

(دسویں دلیل) پ۲۱ روم ع۴ خداوند کریم کا فرمان ہے فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

تو رشتہ دار کا حق ادا کرو اور مسکین اور مسافر کا یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی کامیاب ہیں۔

فوائد (۱) اس سے ہر قرابت دار و مسکین و مسافر کے حقوق ادا کرنے کی ہدایت وحکم ثابت ہے اور یہ ادائیگی حقوق کا حکم و امر تمام حقدار قرابت داروں کے لئے ہے عوام قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی عموماً اور خواص کے حقوق کی ادائیگی خصوصاً لازم ہے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں قصور و کوتاہی حکم و امر و ہدایت الٰہی کا خلاف اور معصیت و گناہ ہے اور شرعاً ناروا ہے۔

(۲) جب کسی بھی قرابت دار حقدار کا حق ادا نہ کرنا گناہ اور ناروا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ وآلہٖ وسلم کے قرابت داروں کے حقوق کے ادا کرنے میں قصور و کوتاہی و غفلت ولاپرواہی کس قدر ناروا اور گناہ ہے اور ایسا شخص ہدایت و صراطِ مستقیم سے کتنا دور و مہجور ہو جاتا ہے۔ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام قرابت داروں سے زیادہ قرابت والے اور خویش اہل بیت رسول ہیں اور ان کے حقوق کا ادا کرنا سب سے زیادہ لازم و ضروری ہے کہ وہ لوگ بضعہ و مضغہ و جگر گوشہ رسول کریم ہیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعنے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود و ذات پاک کا ایک خاص جزو بعض و ٹکڑا ہیں جو عین ذات و نفس کریم حضور بہترین عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم و معنی میں ہیں۔ جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں تصریح موجود ہے کہ جُزْءُ الْمَرْءِ فِيْ مَعْنٰى نَفْسِهٖ آدمی کا جزء خود اس کی ذات و نفس کے حکم و

معنی میں ہُوا کرتا ہے۔ پس حقوق اہل بیت خود حضور پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اپنے حقوق کا حکم و معنی رکھتے ہیں لہٰذا ان میں قصور و کوتاہی نہایت ہی خطرناک ہے۔

اہل بیت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عام فہم حقوق خُلاصتہً حسب ذیل طور پہ معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

(ا) ان کو ایک مہتم بالشان جُزوِ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اعتقاد کرے۔

(ب) ان کے ساتھ معاملہ خود حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذات پاک کے ساتھ کا معاملہ جاننے اور حُسنِ سلوک یا بدسلوکی کے تمام اُمور میں اس ضابطہ و اصل کو یاد رکھے یعنی ان کا مقابلہ ان کی عداوت ایذا اہانت بے ادبی بے تعظیمی بدگوئی وغیرہ عین حُضورِ پاک کے ساتھ معاذ اللہ ایسا کرنے کا حکم رکھتا ہے۔

(ج) ان کی محبّت وحمایت و اقتدا کتاب وسنت کے حکم و ہدایت کے مطابق کرتا و کراتا رہے

(د) بموجب حکم شرع اپنے ظاہر باطن پر ان کا ادب و احترام فرض و لازم جانے۔

(ھ) حضور ہادی عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نسبت و خاطر سے ہر امر میں ان کا لحاظ پاس رکھے۔ (و) بموجب حکم و ہدایت کتاب وسنّت ان کو اپنے دین و ایمان کا پیشوا و مقتدا جانے اور ان پہ جاں نثاری ان کی خدمت گذاری خیر خواہی اپنا مقصُود و فرض جانے۔

(ز) ان کے غریب مسکین۔ بیوہ۔ یتیم ناداروں اور مفلسوں محتاجوں کا حسبِ توفیق و طاقت خاطر خواہ بندوبست کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرے اور ان کی اکرام و ادب کے ساتھ حاجت روائی و دفع احتیاج میں کوشاں رہے اور ان کی محبّت اور حمائت کے لوازمات بخوبی ادا کرتا رہے۔

(ح) ان کے دین دنیا کے مصالح و ضروریات کا انتظام و بندوبست قائم رکھنے کو ان پر خود انہی میں سے نقیب (منتظم و مہتمم) مقرر کرے جو ان میں ملی و قومی اہم مصالح و فرائض کے لئے قابل سے قابل تر بنانے اور اصل صلاحیت کو برقرار و نمایاں کرنے اور بڑھانے میں کافی اور مفید و مؤثر ہو اور وہ ان میں امر معروف و نہی منکر کے اہل ہوں اور ان کو ہدایات کتاب و سُنّت پہ علمی و عملی طور پہ قائم و ثابت رکھنے میں کامیاب ہوں۔

(ط) ان کے ضروریاتِ زندگی کے باعزت بہم پہنچانے کا معقول اہتمام بحکم و ادب شرعی کرے

ان کی بود و باش خورد و نوش تعلیم و تعلّم اور شادی نکاح غیر کفو میں ہونے سے حفاظت کرے اور کفو میں نکاح کا بندوبست کرے اخلاق و تربیت سے موت و مرگ کفن و دفن وغیرہ تک سب امور مطابق حکم و ادب شرع بجالائے۔

(ی) اسلامی بیت المال قائم کرے اور اس سے خمس الخمس یا اسی کے مطابق باعزت حلال وجہ معاش ان کے لئے مقرر کرے ان پر مع ان کے اصل اعلیٰ کے درود پڑھے ان کے محامد و فضائل و محاسن و آثار شریفہ و امتیاز کو برقرار رکھے اور پھیلائے ان کی عزت و محبت بلحاظ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے کرتا رہے ان کے صالحوں کا اکرام اور دوسروں کے مساوی و زلات سے عفو و در گذر کرے اور ایسے ہی اور ان کے حقوق و آداب بجالائے جو کتاب و سنت و سیرت اسلامیہ، دینیہ سے ثابت ہیں۔

(۳) تیسرا فائدہ اس آیت کریمہ مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ جب اپنے قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی فرض اور اس میں کوتاہی و قصور ناروا ہے تو قرابت داران رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے حقوق کی ادائیگی تو اس سے بدرجہا زائد فرض و واجب ہے اور اس میں کوتاہی و قصور لاپرواہی کس قدر ناروا و حرام و خطرناک ہوگی۔

یہ دس آیتیں اس وقت جواب لکھتے ہوئے ذہن قاصر میں آئیں جو اہل بیت رسول سادات کرام کی ایذا و اہانت و بے ادبی تنقیص سب و شتم و مقابلہ زد و کوب و بدگوئی کے شدید حرام و باعث تباہی دین و ایمان ہونے کی دلیل ہیں اور ان دس قرآنی دلیلوں سے ثابت و واضح ہوتا ہے کہ ان کے حقوق و آداب کا بجالانا فرائض و ضروریات دین و ایمان میں سے اہم و مہتم بالشان امر ہے اور اس میں قصور و کوتاہی سخت خطرناک اور ناروا بات ہے۔ اہل دین و ایمان کو یہ کافی ہے اور منکروں کو تو سارا کلام اللہ شریف بھی کافی نہیں خدا تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنی اور اپنے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور حضور کے آل پاک و اصحاب و اولیائے امت کی بے ادبی و ایذا و اہانت و خلاف سے بچائے آمین۔

دوسری فصل :- سنّتِ رسولؐ سے اس پر دلائل

(پہلی دلیل) حضور سراپا نور ہادی عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم فرماتے ہیں۔

فَاِنَّمَا فَاطِمَۃُ بُضْعَۃٌ مِّنِّیْ یُرِیْبُنِیْ مَارَابَھَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا۔ یقیناً قطعاً فاطمہ میرا جز و ٹکڑا ہے مجھے دُکھ پہنچاتی ہے وہ بات جو اُسے دُکھ دے اور مجھے ایذا ہوتا ہے ہر اس امر سے جو اسے ایذا دے (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے) زرقانی شرح مواہب میں ہے اِنَّہٗ اَرْفَعُ الصَّحِیْحُ یہ بہت بلند مرتبہ کی صحیح حدیث ہے اور مسلم کی ایک روایت میں لفظ مُضْغَۃٌ ہے جس کے معنیٰ جز ٹکڑا حصہ و لبعض کے ہیں۔

فوائد:۔ (۱) اس سے صاف ثابت ہُوا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ایذا ہے۔ چنانچہ زرقانی میں ہے فمن اٰذاھا فقد اٰذاہ و ھُوَحَرَامٌ بِاِجْمَاعٍ تو جس نے اولاد رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایذا دیا تو اس نے بے شک وشبہ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایذا دیا اور حضور کو ایذا دینا حرام ہے اجماعًا۔

(۲) **تنبیہ:**۔ اولاد کی ایذا سے والدین و آباء کو ایذا ہونا ایک قطعی امر ہے جو کتاب وسُنّت و اجماع و قیاس و عقل نقل سے ثابت ہے۔

تو سادات بنی فاطمہ کی ایذا سے حضرت سیدہ طیبہ فاطمہ علیہا السلام کی ایذا یقینی وقطعی ہے اور ان کی ایذا خود حضور پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا ہے جو صریح نص سے ثابت اور کل اہلِ اسلام و ایمان کے اجماع و اتفاق سے قطعاً حرام و ناروا قطعی ہے خواہ کسی طرح ہو اور کتنی ہو جو اس اشد ناروا و حرام کو حلال جانے یا کرے کرائے وہ دین و ایمان سے محروم ہے اور ہدایت سے بے نصیب ہے

(۲) اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ اگر کوئی جائز و مباح و مشروع و دُرست امر بھی کسی وجہ سے ایذاء اہل بیت اولاد رسول کا موجب بنے تو اس کے کرنے کی اجازت نہیں بلکہ وہ ناروا و منع و حرام ٹھہرتا ہے محض اسی وجہ سے اور اگرچہ اس کے مشروع ہونے کی نصوص کتاب وسُنّت تک سے نمایاں ہوں نہ دیکھو حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا واقعہ جس میں یہ حدیث شریف ارشاد فرمائی گئی لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اذن طلب کیا تاکہ سیدنا علی ایک قریشیہ کو عقد میں لائیں ۳ بار ارشاد ہُوا خبردار رہو میں ان کو اس کی اجازت نہیں دُوں گا اور یہ مذکورہ بالا حدیث ارشاد فرمائی۔ حالانکہ بنص صریح ان کو تین اور بی بیوں سے حسب موقع و ضرورت عقد کرنا مشروع تھا مگر چونکہ ایسا کرنا حضور سید عالمین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بیٹی سیدہ کی ایذا و اہانت و ضرر کا موجب تھا لہٰذا شرعًا اس

کی اجازت واذن نہیں ہُوا بلکہ ممنوع و ناروا ٹھہرا۔
اہل علم وعرفان محققین کا بیان ہے کہ جس امر میں اہلبیت اولادِ رسول کو ایذا ہو وہ حرام ہے۔
زرقانی شرح مواہب میں ہے۔ وَهٰذَا الْقَلِيْلُ لِعَدَمِ اِذْنِهٖ یعنی باوجود ضرورت موقعہ و مشروعیت واباحت منصوصہ کے حضور ہادی عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جو اس کی اجازت نہ دی اور اذن نہ فرمایا اس کی علت یہی ہے کہ یہ اہل بیت اولاد رسول کی ایذا کا موجب ہے جو حلال نہیں
امام ابن التین کہتے ہیں لِاَنَّهٗ عَلَّلَ بِاَنَّ ذَالِكَ يُؤْذِيْهِ وَاَذِيَّتُهٗ حَرَامٌ بِالْاِجْمَاعِ ٥
اس لئے کہ اس مباح منصوص کے ناروا ہونے کی علت حضور شارع وہادی عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خود بیان فرمائی یُوں کہ اس سے اولادِ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایذا ظاہر ہے اور یہ قطعاً خود حضور کی ایذا ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے جس سے کسی مؤمن مُسلمان کو اختلاف نہیں ہوسکتا پس اس سے یہ اصل الاصُول معلوم ہُوا کہ جس امر میں اہل بیت اولادِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایذا ہو وہ کسی کے لئے بھی حلال و روا نہیں اور اس کے ارتکاب کرنے کی کسی کے لئے اجازت وگنجائش نہیں۔

(۳) سادات بنی فاطمہ کو ایذا دینا خود حضرت سیدہ طیبہ فاطمہ علیہا السلام کو ایذا دینا ہے اور ان کا ایذا عین حضور پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ایذا دینا ہے جو از رُوئے نصوص قطعیہ کتاب وسنت و اجماع وقیاس حرام ہے تھوڑا ایذا ہو یا بہت ہر طرح حرام ہے (زرقانی وغیرہ)
فتح الباری شرح بخاری وغیرہ میں ہے کہ کوئی امر اس سے بڑھ کر ناروا نہیں کہ سادات حسنی وحسینی اولادِ فاطمہ کو ایذا پہنچا کر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ایذا دیا جائے پس اُولادِ فاطمہ سادات کو ایذا دینا خواہ کسی طرح ہو سخت حرام ہے (مقامع)

(۴) کتاب مقامع السنیہ میں بحوالہ غائتہ تلخیص المراد جو کہ کتاب بغیۃ المسترشدین کے حاشیہ پر لکھا ہے۔
فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَارَابَهَا وَ شَامِلٌ لَهَا وَلِاَوْلَادِهَا فَيَكُوْنُوْنَ بِوَاسِطَتِهَا بُضْعَةً مِّنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ یعنی کہ حدیث شریف فرمانِ نبوی فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے دُکھ دیتی ہے مجھے وہ شے جو اُسے ناگوار ہو۔ یہ شامل ہے حضرت سیدہ فاطمہ علیہا السلام اور ان کی تمام اولاد سادات حسنی حسینی کو جو کہ عرب اور عجم میں تمام ملکوں میں ہیں تو تمام سید حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بواسطہ فاطمہ علیہا السلام قطعاً جزو بدن اور ذاتِ پاک کا ایک حصّہ ہیں اور

فروع اپنے اصل کے حکم اور جزء اپنے کل کے معنی میں ہے۔

(۵) مقامع السنیہ میں ہے بحوالہ دیگر معتبر کتب سلامیہ سنیہ زرقانی مطبوعہ مصر ص۲۸۷ میں مرقوم ہے جس کا حاصل یہ تو معلوم ہی ہے کہ اولاد فاطمہ سادات حسنی حسینی حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے وجود پاک کا ایک یقینی حصہ ہیں تو بواسطہ ان کے سب سید بلاد عرب وعجم کے رہنے والے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود پاک کا اور ذات اقدس کا ایک ٹکڑا بضعۃ مضغہ وجز ہوئے۔

اسی لئے تو جب اُمّ الفضل نے خواب دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک جزو بدن مبارک ان کی گود میں رکھا گیا ہے۔ حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر فرمائی کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے فرزند ہوگا تو وہ ان کی گود میں ڈالا جائے گا۔

چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور آپ اُمّ الفضل کی گود میں پڑے تو آج دُنیا میں جتنے بھی سادات حسنی اور حسینی النسب پائے جاتے ہیں اولاد فاطمہ میں سے یہ سب اس پہلے ٹکڑے کے ٹکڑے ہیں اگرچہ واسطے متعدد ہوں (تا قیامت) تو جو اس پر غور کریگا تو خود مہیا کرے گا اپنی جانب سے اسباب اور صورتیں تعظیم و اکرام اہلبیت کی اور ان کے بغض و عداوت سے بہت بچے گا، خواہ وہ سادات کیسے ہی حال میں کیوں نہ ہوں (زرقانی ومقامع السنیہ)

(۶) مذکورہ بالا حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو حکم اور فضیلت و بزرگی و ادب تعظیم خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے افراد اہل بیت اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے شرعاً مطلوب و مقصود مفروض ہے وہی تمام سادات بنی فاطمہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تاقیامت ہے۔

چنانچہ مقامع السنیہ میں بحوالہ عہود و مواثیق مصنفہ امام سیوطی سنی مرقوم ہے قَدْ ثَبَتَ هٰذَا الْحُكْمُ لِفَاطِمَتِهٖ ثُمَّ هُوَ لِذُرِّيَّتِهَا مِنْ بَعْدِهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ بے شک یہ حکم ثابت ہے حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے پھر یہی حکم ہے آپ کی اولاد سادات بنی فاطمہ کے لئے بعد آپ کے تا روز قیامت (مقامع السنیہ)

یونہی ایذا اور سب و حرب قتال و صلح نیک سلوکی یا بدسلوکی کے تمام احکام میں اولاد رسول اپنے اصل اعلیٰ کے حکم و معنی میں ہیں۔

فوائد جلیلہ:۔ (۱) اس سے خود نمائی تعصب بھی مقصود نہیں نہ ناحق کسی پر الزام و اتہام بلکہ برادران اسلام کے دین ایمان و حقوق اہلبیتِ رسول کی حفاظت و خیر خواہی مقصود ہے۔

(۲) یہ نہ ذریعہ فخر ہے نہ ناحق حربہ ایذا و اہانت اور نہ بحیلہ اس نسب میں گھسنے والے اس سے مراد متعلق

(۳) حسب تصریح اہل تحقیق و عرفان اس نسب شریف اور کفر و ضلالت میں منافات ہے۔

حدیث دوم امام ابن حجر ہیتمی مکی سنی صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۳ میں لکھتے ہیں اور حدیث شریف یوں وارد ہے۔ مَنْ سَبَّ اَهْلُ بَيْتِي فَاِنَّمَا يَرْتَدَّ عَنِ اللهِ وَالْاِسْلَامِ جس نے گالی دی میرے اہل بیت کو تو یہی بات ہے کہ وہ مرتد ہو گیا اللہ تعالیٰ اور دین اسلام سے

فائدہ (۱) اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہوا کہ اہل بیتِ رسول کے لوگوں کو گالی دینا خدا تعالیٰ اور اس کے دینِ سلام سے مرتد بن جاتا ہے اور حق یہ ہے کہ اگر آدمی کے دین، ایمان میں فتور نہ ہو تو وہ اس فرمان نبوی پر ایمان لانے میں تردد نہ کرے گا۔ دیکھو ملا علی قاری حنفی سنی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ جس نے عالم کو عویلم یا علوی کو علیوی کلمہ تصغیر سے حقارت کے لئے کہہ دیا تو وہ کافر ہو گیا۔ شامی میں بحوالہ بحر الرائق لکھا ہے کہ لَوْ صَغَّرَ الْفَقِيْهِ قَاصِدًا الْاِسْتِخْفَافِ كَفَرَ اگر عالم کو کلمہ حقارت و بے عزتی سے ذکر کیا اہانت کے لئے تو کافر ہو گیا۔

فتاویٰ شامی میں حامدیہ کے حوالہ سے ہے کہ جس نے علماء کی توہین کی ہلکا جانا اس کی عورت طلاق ہو گئی کہ حرمت علماء کی فرض ہے تو علماء کی تعظیم کے ترک سے کافر ہو جاتا ہے کیا نہیں دیکھتے ہو کہ انسان گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا پس علماء کی تعظیم چھوڑ دینے سے کافر ہو جاتا ہے چاہے وہ عالم فاسق و بدکار ہی ہو اور خدا کا نافرمان ہو اس کی بدکاری نافرمانی کو نہ دیکھا جائے گا بلکہ اس کے علم کا لحاظ کیا جائے گا کہ تعظیم و عزت علماء کی فرض اور تمام عبادتوں سے بہتر ہے اور ایسا ہی کہا گیا ہے۔ واضح ہوا کہ یہ سب کچھ علماء کے کرام و عزت و حرمت کے واسطے کہا گیا ہے۔

اگرچہ کتاب و سنت سے بعینہ اس کا ثبوت ممکن نہیں تاہم بباعث مطلق علم کے یہ کچھ کہا جاتا ہے اور اس پر کچھ انکار و بحث نہیں۔

تو اہل بیت اطہار سادات کرام اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اگر محض بنا پر سیادت و اولاد رسول اہل بیت نبوی ہونے سے معظم و موقر سمجھا جائے اور بہر حال ان کی تعظیم و

عزت و توقیر اکرام کو لازم مانا جاوے تو کونسی اسلامی دنیا میں انقلاب پیدا ہو جائے گا اور کیا دین ایمان کو نقصان کا خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

خاص کر جبکہ ہر زمانہ کے صلحاء و علماء و مشائخ سے بلا انکار مسلسل متواتر حدیث شریف کے یہ الفاظ متوارث ہیں۔ کَرِّمُوْا وَ وَقِّرُوْا اَوْلَادِیْ الصَّالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ ہر طرح عزت و توقیر کرو میری اولاد کے صالحوں کی خدا کے لئے اور دوسروں کی میری خاطر اور کہیں یوں ارشاد فرمایا اَقْبِلُوْا مِنْ مُحْسِنِہِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِہِمْ میرے اہل بیت کے صاحب احسان لوگوں کے محاسن کو قبول کرو اور دوسروں سے درگذر کرو۔

پھر علماء کی طرح ان کا اکرام و تعظیم کیوں لازم نہ ہو اور بے تعظیمی و بے ادبی و اہانت و تحقیر و تذلیل کیوں کفر و ارتداد نہ ہو جن کے حق ارشاد فرمایا خُلِقُوْا مِنْ طِیْنَتِیْ وَرُزِقُوْا فَہْمِیْ وہ میرے خمیر سے پیدا کئے گئے ہیں اور میرا فہم و دانست ان کو دیا گیا ہے۔ (کنز العمال)

پس باتفاق و اجماع کل اہل اسلام و ایمان کے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت و اولاد کے لوگوں کو گالی دے یا اہانت کرے یا ان کی ایذا کا قصد و اہتمام کرے اور قول یا فعل یا تقریر سے ان کی تذلیل و تحقیر کرے تو خود حضور علیہ السلام کا موذی و موہن وساب ہے مرتد واجب القتل مردود التوبہ نزد حاکم و قاضی ہے اور بے شک اہل بیت رسول کی گالی خود حضور کو گالی دینا ہے اور ایذا ء پہنچانا جو بہر حال کم ہو یا بیش حرام و ناروا محض ہے۔ اسی لئے بہترین صحابہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے۔ ارْقَبُوْا مُحَمَّدًا فِیْ اَھْلِبَیْتِہٖ اہل بیت رسول کے ہر امر میں حضور علیہ السلام کا لحاظ کرو۔

حدیث سوم:۔

جو صواعق محرقہ مصنفہ امام ابن حجر ہیتمی مکی سنی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۳ پر مسلم مرقوم ہے حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَمَنْ اٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ جس نے مجھے ایذا دی مری اولاد کے ایذا دینے کی صورت میں تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے مجھے ایذا دی مری اولاد کو ایذا دینے میں تو اس نے بے شک اللہ کو ایذا

پہنچایا۔ (ف) اس حدیث سے صاف معلوم ہُوا کہ اولادِ رسول سادات کرام کی ایذاء رسانی و اہانت و بے عزتی کرنا اللہ رسول کو ایذا دینا ہے اور لعنتی بنتا ہے۔

حدیث چہارم:۔ صواعق محرقہ ص۱۴۳ ینابیع المودۃ ص۳۹۷ وغیرہا کتب علماء اسلام اہل سنت جماعت میں مسلم مرقوم ہے حضور ہادی عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ الْجَنَّۃَ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَھْلَ بَیْتِیْ اَوْقَاتَلَھُمْ اَوْاَعَانَ عَلَیْھِمْ اَوْ سَبَّھُمْ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے بہشت کو اس پر جو میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا ان سے لڑے یا ان کے برخلاف دشمن کا ساتھی ہو یا ان کو گالی دے (یعنی ان کے متعلق بدکلامی و بدگوئی کرے)

(ف) اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ اہل بیت رسول پر ظلم۔ ان سے جنگ۔ ان کے مقابل دشمن کو مدد دینا۔ ان کو گالی دینا ان کی توہین کرنا اللہ رسول کے نزدیک وہ گمراہی کے کام ہیں جن سے آدمی جنت سے محروم ہو کر پُورا پُورا جہنمی بن جاتا ہے اور یُوں کہ اللہ نے اس پر مطلقاً بہشت کو حرام فرما دیا ہے۔

علامہ بنہانی لطائف المنن سے شرف مؤبد میں لکھتے ہیں امام علی خواص رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا سادات کی ایذا خود حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایذا ہے۔

حدیث پنجم:۔

امام محدث مفسر محبُّ الدین طبری ذخیرۂ عقبیٰ اور دیگر علماء و آئمہ اسلام و مشائخ اپنی تصانیف میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس حدیث شریف کو روایت کرتے ہیں کہ حضور ہادیٔ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یُؤْذُوْنَنِیْ فِیْ قَرَابَتِیْ مَنْ اٰذٰی قَرَابَتِیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ۔ (صواعق ، تاریخ خمیس ص۲۳۸)

کیا حال ہے ان لوگوں کا جو مجھے ایذا دیتے ہیں میرے قرابت داروں کو ایذا دینے کی صورت میں جس نے میرے قرابت داروں کو ایذا پہنچایا تو اس نے مجھے ایذا دیا اور جس نے مجھے ایذا دیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچایا (صواعق تاریخ خمیس مصری) مواہب نبویہ وغیرہ، صواعق محرقہ ص۱۰۳ پر فِیْ نَسَبِیْ وَزَوْجِیْ کے لفظ ہیں میری نسب اور میرے قرابت داروں میں۔

ف - اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہُوا کہ حضورنبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کسی اہلِ قرابت کو ایذا دیا تو اس نے اللہ رسول کو ایذا پہنچایا واقعہ اس فرمان کا یہ ہے کہ بعد ہجرت سفینہ ابولہب کی بیٹی نے آکر حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ مجھے بنت خطب النار کہتے ہیں تب حضور نے برسرِ منبر قیام فرما کر بخطاب یُوں ارشاد فرمایا۔ جب ابولہب کی مسلم اولاد کو ایذا رسانی بھی حضور کی قرابت کی ایذا رسانی ہو کر حرام ناروا ہے تو کس دین ایمان و دانست پر ہیں وُہ لوگ جو خود حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اولاد اہلِ بیت سادات حَسنی حُسینی کو ایذا دینا حرام و ناروا نہیں خیال کرتے یا باوجود حرام جاننے کے اس کے ارتکاب سے باز نہیں آتے یا اُسے اللہ رسول کی ایذا دہی تصوّر نہیں کرتے۔

حدیث ششم:-

امام محدث دیلمی وغیرہ نے بروایت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور ہادیٔ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلیٰ مَنْ اٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ نہایت شدت کا غضب ہے اللہ کا اس شخص پر جو مجھے ایذا دے میری اولاد کو ایذا پہنچا کر (مواہب النبویہ)

(ف) اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہُوا کہ جو لوگ سادات حَسنی حُسینی اولادِ رسول کو ایذا دیتے ہیں قولاً یا فعلاً تقریراً تحریراً صراحتہً یا کنایتہً ضمناً یا تصریحاً یا تلویحاً اصالتہً یا وکالتاً کسی صورت میں وُہ خود حضور پیغمبر علیہ السلام کو ایذا پہنچاتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آتا ہے اور جو علم مال منصب وغیرہ کے گھمنڈ میں اس شدید حرام کا ارتکاب کرنے سے باز نہیں آتے اور نہ ایذاءِ رسول ایذاءِ خدا کی پرواہ کرتے ہیں نہ غضب وقہر خداوندی کو خطرہ میں لاتے ہیں کیا دین ایمان سے ان کو کوئی تعلق ونسبت باقی رہ گئی ہے یا نہ اس کا فیصلہ اپنے دل اور دماغ سے خود کریں اور پھر خود ظاہر ہو گا کہ ایسے لوگوں سے مسلمان کو تعلق رکھنا جائز ہے یا حرام ہے۔

حدیث ہفتم:-

امام ابن عساکر بروایت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا حضور ہادیٔ

عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِنِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ۔

(کنزل العمال مواھب نبویّہ)

جس نے میرے ایک بال کو (بھی) ایذا دیا تو اس نے بے شک مجھے ایذا دیا اور جس نے مجھے ایذا پہنچایا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دیا۔ (مواھب النبویّہ)

(ف) (۱) اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ حضور پیغمبر علیہ السلام کے بال کو بھی ایذا دینا اس کی اہانت بے ادبی گستاخی کرنا خود پیغمبر پاک علیہ السلام کو ایذا دینا ہے اور یہ اللہ کو ایذا دینا ہے تو جب بال کو ایذا دینا ایسا ہے تو ان کی اولاد و آل کو ایذا پہنچانا کس قدر ناروا و حرام ہوگا اور جو اسے حرام ناروا نہ جانے اس کے دین ایمان کا کیا حال ہوگا۔

(۲) بال کو ایذا عقلاً متصوّر نہیں اس میں تبلیغ ہدایت ہے کہ بال جس کی ایذا بظاہر معقول و مفہوم بھی نہیں عام طور پر جب اس کی ایذا بھی ایذا رسول و ایذاء خدا ہے تو آل و اولاد رسول کی ایذا کیوں ایذا رسول و ایذا خُدا نہ ہوگی بس یہ سخت حرام اور کمال ناروا ہے ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

حدیث ھشتم:۔

امام ابوالشیخ۔ وابن حبان۔ وطبرانی حاکم وغیرہ محدثین نے اس حدیث شریف کو اپنی مقبول و معتبر کتابوں میں لکھا اور روایت کیا ہے کہ حضور ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثَ حُرُمَاتٍ فَمَنْ حَفِظَھُنَّ حَفِظَ اللّٰہُ دِیْنَہٗ وَدُنْیَاہُ وَمَنْ لَّمْ یَحْفَظْھُنَّ لَمْ یَحْفَظَ اللّٰہُ دِیْنَہٗ وَدُنْیَاہُ حُرْمَۃُ الْاِسْلَامِ وَحُرْمَتِیْ وَحُرْمَۃُ رِحْمِیْ۔ (اراءۃ الادب مواھب النبویہ۔ ینابیع المودۃ وغیرہ)

بے شک اللہ عزّ وجل کی تین حرمتیں ہیں جو ان کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دین کی حفاظت کرے نہ دنیا کی اسلام کی حُرمت میری حُرمت۔ میری قرابت کی حرمت۔

(ف) (۱) اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہُوا کہ جو کوئی دین اسلام۔ حضور علیہ السلام

اور اہل بیت کرام کی بے حرمتی بے ادبی بے عزتی گستاخی کرے اس کا دین و دنیا تباہ و برباد ہیں۔

(۲) اہل علم و عرفان فرماتے ہیں کہ دین ایمان اہل بیت رسول سے بغض و عداوت والوں کا کیوں کر سلامت رہ سکتا ہے اس کی دنیا کیوں کر بخیر ہو جس کا دین ہی تباہ ہو گیا ہو اور اہل رسول کی محبت و پیروی دین و دنیا کی سلامتی کی ضامن ہے اور فلاح دارین کی ضمانت صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ص۱۴۱ اور دیگر علمائے اہل سنت کی کتب معتبرہ مبارکہ میں ہے۔

فِیْ کُلِّ خَلْفٍ مِّنْ اُمَّتِیْ عَدُوْلٌ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یَنْفُوْنَ عَنْ هٰذَا الدِّیْنِ تَحْرِیْفَ الْغَالِیْنَ وَاِنْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ وَتَاْوِیْلَ الْجَاهِلِیْنَ الحدیث

خلاصہ۔ مطلب یہ کہ میری امت کے ہر طبقہ میں میرے ہی اہل بیت حامل دین رہیں گے جو اہل باطل کے دخل سے دین کے حق کو پاک و صاف کرتے رہیں گے۔

حدیث نہم :-

امام ابو الشیخ اپنی تفسیر میں اور امام ابو نعیم عبد اللہ بن بدر خطمی سے وہ اپنے والد سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُبَارَكَ لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ وَاَنْ یُّمَتِّعَهُ اللهُ بِمَا خَوَّلَهٗ فَلْيَخْلُفْنِیْ فِیْ اَهْلِیْ خِلَافَةً حَسَنَةً وَّمَنْ لَّمْ یَخْلُفْنِیْ فِیْهِمْ بَتَّكَ عُمْرَهٗ وَوَرَدَ عَلَیَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مُسْوَدًّا وَّجْهُهٗ۔

جو یہ چاہے کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور اللہ اُسے اپنی عطا کردہ نعمت سے بہرہ مند فرمائے تو اُسے لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اڑا دی جائے اور قیامت میں رُوسیاہ ہو کر میرے پیش ہو۔

(ارادۃ الادب۔ مواہب النبویہ)

(ف) معلوم ہوا کہ اہلبیت رسول سے بدسلوکی و بے حرمتی سے پیش آنے والا بدنصیب دو جہان میں خوار ہے۔

حدیث دھم :-

ترمذی میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ہے کہ حضور ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ ٥

ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی تعظیم نہ کرے اور امر معروف و نہی منکر (ترمذی)

(ف) اس حدیث شریف سے بھی بخوبی معلوم ہُوا کہ اہل بیت رسول کے چھوٹوں پر رحم بڑوں کی توقیر امر معروف نہی منکر نہ کرنا ایسا امر ہے جو اسلام و دین ایمان سے نہیں ہے۔

حدیث یازدھم:۔

امام بزار نے (مطلب بن عبداللہ بن حنطب عن ابیہ) اور امام طبرانی وغیرہ نے آیت وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ٥ پارہ ۲۳ سورۃ صف ع آیت ۲۴ کی تفسیر میں یہ حدیث شریف پیش کی۔

راوی حدیث کا بیان ہے کہ بمقام جُحفہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں خُطبہ خطاب فرماکر یُوں ارشاد فرمایا کہ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّىْ سَائِلُكُمْ عَنِ اثْنَيْنِ عَنِ الْقُرْاٰنِ وَعِتْرَتِىْ (احیاء المیت۔ مواہب النبویہ)

کیا میں تُم سب کی جان سے بھی بڑھ کر تمہارا والی (مولا، حقدار، مالک) نہیں ہوں۔ سب نے عرض کیا ضرور ہیں یا رسول اللہ۔

فرمایا تو میں تم سے سوال کرنے والا ہوں دو چیزوں کے متعلق قرآن شریف اور اپنی اولاد (سادات)

(ف) (۱) اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ ازرُوئے کتاب وسنت کے متفقہ ارشاد کے حضورِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اہل ایمان مسلمانوں کی جان سے بھی اولیٰ واحق مالک و مولا والی ہیں ان کے ہر دو جہاں میں۔

(۲) ہر مومن مسلمان سے قرآن اور اولاد رسول اہلبیت کے متعلق سوال حق و ثابت ہے۔ پس اُن سے بدسلوکی۔ بے ادبی۔ اہانت۔ ایذا تنقیص گستاخی بے عزتی کا معاملہ کرنا اللہ و رسول سے منکر و نڈر ہونا ہے جو کسی طرح حلال نہیں۔

(۳) پس سادات حسنی و حسینی کو گالی دینا یا مارنا یا کسی طرح ان کی اہانت کرنا ایذا دینا مثلاً

ان کی لڑکی کا کسی غیر کفو سے عقد کرنا اور تمام غیر سید لوگ سادات کے غیر کفو ہیں یا ان سے لڑنا یا ان کو بے آبرو کرنا یا ان کو تنگی پہنچانا۔ فتویٰ۔ قضا قول فعل تقریر تحریر دلالت اشارت۔ اقتضا۔ کنایت صراحت اصالتہً ضمناً وسیلتہً کسی بھی صورت میں ہو حرام ناروا ہے تحفہ اثناء عشریہ باب ۱۲۔ مقدمہ ۶ کے آخر ہے بغض عداوت سے محارب اہل بیت تو اہل سنت کے نزدیک اجماعاً کافر کہلاتے ہیں اور اہل بیت کی تکفیر یا ان پر لعنت کرنے والوں کو بھی یقیناً کافر کہا ہے اور تفسیر خزائن پ ۱۶ طٰہٰ ع ۱۹۱ عَدُوٌّ لَّكَ کی تفسیر ص۱۲ پڑھو صاحب فضل وشرف کی بے تعظیمی و خلاف دلیل عداوت ہے

حدیث دوازدھم:۔

امام محدث دیلمی وغیرہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

نَحْنُ اَهْلُ بَيْتٍ لَا يُقَاسُ بِنَا اَحَدٌ ہمارے اہل بیت وہ لوگ ہیں کہ جن کے ساتھ کسی کو بھی قیاس نہ کیا جائے (دیلمی کنز العمال۔ ینابیع المودۃ۔ مواہب نبویہ۔ ملا فی السیرۃ)

(ف) اس حدیث سے ثابت ہوا اور اس مضمون کی تمام آیات و احادیث سے کہ اہل بیت رسول سے کسی کو بھی قیاس کرنا شرعاً ناروا ہے۔

حدیث سیزدھم:۔

امام ابن حجر ہیتمی مکی سنی اپنی کتاب صواعق محرقہ ص۱۰۳ پر اس حدیث کو لکھتے ہیں جسے امام ابو الشیخ نے اور دیلمی وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ حَقَّ عِتْرَتِیْ وَالْاَنْصَارِ وَالْعَرَبِ فَهُوَ لِاِحْدٰی ثَلَاثٍ اِمَّا مُنَافِقٌ وَاِمَّا وَلَدُ زَانِيَةٍ وَاِمَّا اِمْرُؤٌ حَمَلَتْ بِهٖ اُمُّهٗ فِیْ غَيْرِ طُهْرٍ

(رواہ باوردی وابن عدی۔ بیہقی۔ ایضاً مقامع السنیہ ارادہ)

جو میری عزت اولاد اور انصار و عرب کا حق نہ پہنچانے وہ تین حال سے خالی نہیں یا منافق یا حرامی (زانیہ کا بیٹا) یا ولد حیض ہے۔

(ف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل بیت و اولاد رسول کا بے قدر بے ادب موذی و موہن گستاخ و کسر شان و تنقیص کرنے والا ان تین میں سے ایک نہ ایک ہوتا ہے یونہی انصار عرب

کا بھی (معاذاللہ)

حدیث چہاردھم:۔

امام ترمذی اور حاکم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور حاکم علی رضی اللہ عنہ سے بھی امام طبرانی عمر بن شغوی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور علماء اہل سنت سے حافظ ابن حجر نے صواعق محرقہ وغیرہ میں اسے صحیح لکھا حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ مُجَابٌ اَلزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ - وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ عَلٰى اُمَّتِيْ بِالْجَبَرُوْتِ لِيُذِلَّ مَنْ اَعَزَّ اللّٰهُ وَيُعِزَّ مَنْ اَذَلَّ اللّٰهُ وَالْمُسْتَحِلُّ حُرْمَةَ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِحَرَمِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ وَالتَّارِكُ لِلسُّنَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ زِيَادَةُ سَابِعٍ وَهُوَ الْمُسْتَاْثِرُ بِالْفَيْءِ ہ

چھ اشخاص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اور اللہ انہیں لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے۔ (۱) کتاب اللہ میں زیادت کرنے والا۔ (۲) تقدیر الٰہی کو جھٹلانے والا۔ (۳) اور وہ جو میری امت پر ظلم زبردستی سے حکومت جمانے والا کہ جسے خدا نے ذلیل بنایا اسے عزت دے اور جسے خدا نے عزت دی اُسے بے عزت کرے۔ (۴) حرم محترم کی بے حرمتی کرنے والا۔ (۵) اور میری اولاد کی ایذا و بے تعظیمی بے ادبی کو روا رکھنے والا۔ (۶) اور جو میری سنت کو بے ادبانہ ترک کر دے اور ایک روایت میں کہ سات اشخاص ہیں ساتواں وہ جو محصول و مال غنیمت ناحق ہضم کر جائے۔

(ارادۃ الادب۔ صواعق محرقہ ص۸۷ مواہب نبویہ وغیرہ)

(ف) اس حدیث سے ان دیگر نافرمانوں کے ساتھ اہل بیت و اولاد رسول کی بے حرمتی و بے ادبی اہانت و ایذا کو روا رکھنے والا شخص بھی خدا رسول کا ملعون و مردود ہے۔

حدیث پانزدھم ۱۵:۔

امام طبرانی معجم اوسط میں ابن ابی لیلیٰ کی روایت سے امام حسین بن علی علیہما السلام سے راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْزِمُوْا مَوَدَّتَنَا اَهْلُ الْبَيْتِ فَاِنَّهٗ مَنْ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ يَوَدُّنَا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُهٗ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا (ينابيع المودة ج ۳۱ ص ۲۲ مطبوع مصر)

ہمارے اہل بیت کی محبت کو لازم کرلو (فرض جانو) کہ جو اللہ تعالیٰ کے پیش ہوا اس حال میں کہ وہ ہم سے محبت رکھتا ہو داخل ہوگا بہشت میں ہماری شفاعت سے قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کسی بندہ کو اس کا عمل نفع نہ دے گا۔ بغیر ہمارے حق کی معرفت (پہچان) کے درّ منثور آیت قربیٰ کی تفسیر میں احمد ترمذی نے صحیح لکھکر اور نسائی اور حاکم نے مطلب بن ربیعہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ فرمایا کسی مسلمان کے دل میں ایمان نہیں داخل ہوتا جب تک میرے اہل بیت اللہ اور میری قرابت کے لئے محبت نہ کرے۔

(ف) (۱) معلوم ہوا کہ محبّت اہل بیت فرض و لازم ہے۔ (۲) اہلبیت رسول سے محبّت رکھنے والے ان کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔ (۳) کسی شخص کا کوئی عمل اہل بیت رسول کے حقوق کی پہچان و ادائیگی بغیر نفع نہ دے گا پس اہل بیت رسول کے حقوق کی پہچان اور ادائیگی فرائض دین و ایمان میں سے اہم فریضہ ہے۔

(۴) پس ان کی محبت ادب تعظیم کا نہ ہونا اور ان کو ایذا دینا یا ان کی بے تعظیمی کرنا اور ان کو ذلیل مقہور مغلوب بنانے کی کوشش کرنا فریضہ محبت و حق شناسی کا پورا پورا مقابلہ و عکس ہے۔

حدیث شانزدھم ۱۶:-

امام محب الدین طبری وغیرہ محدثین بروایت سید امام علی بن موسیٰ رضا حضرت علیؓ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ وَغَضَبُ رَسُوْلِهٖ وَغَضَبُ مَلٰٓئِكَتِهٖ عَلٰى مَنْ هَرَاقَ دَمَ نَبِيٍّ اَوْ اٰذَاهُ فِيْ عِتْرَتِهٖ۔ (ینابیع ص ۲۷۲)

جوش میں آتا ہے اللہ کا غضب اور اس کے رسول کا غضب اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا غضب اس شخص پر جو اللہ کے پیغمبر کو شہید کرکے خونریزی کرے یا اللہ کے رسول کی اولاد میں ایذا پہنچا کر پیغمبر کو دکھ دے۔

(ف) اس سے صاف معلوم ہُوا کہ خدا و رسول اور فرشتوں کے نزدیک خُدا کے پیغمبر کو قتل کرنا وہ ملعون اور قہر غضب کا کام ہے کہ جس سے خدا و رسول اور ملائکہ کا غضب جوش میں آتا ہے اور اس کے ساتھ کا جرم و فعل یہ ہے کہ اہل بیت رسول کو ایذا دیکر پیغمبر علیہ السلام کو دکھایا جائے۔ معاذاللہ۔

حدیث ھفدھم:۔

مشکوٰۃ میں باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فصل ۳ کی دُوسری حدیث جسے امام احمد نے روایت کیا یُوں ہے کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ جس نے علی کو گالی دی تو بیشک اُس نے مجھے گالی دی۔

(ف) اس حدیث شریف سے صاف ثابت ہُوا کہ جس طرح بُغض و ایذا اہل بیت کی خُدا و رسول کی بُغض و ایذا ہے اسی طرح اہانت، وسب (گالی دینا) اہل بیت رسول کو بھی خدا و رسول کو گالی دینا اور بے ادبی کرنا ہے جو ہرگز حلال نہیں حرام سخت حرام ہے۔

حدیث ھژدھم:۔

امام طبری و امام رافعی وغیرہ ابن عباس رضؓ سے راوی ایضاً منتخب کنز العمال ج ۵ بحاشیہ مسند احمدؒ ص۹۴ مرقوم ہے حضورؐ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔

جسے یہ پسند لگے کہ میری حیات سے حیات پائے اور میری وفات سے وصل حاصل کرے اور سکونت کرے جنت عدن میں جسے میرے رب نے لگایا تو اُسے ضرور ہے۔

فَلْيُوَالِ عَلِيًّا مِنْ بَعْدِيْ وَالْيُوَالِ وَلِيَّهٗ پس ولاء محبت کرے علی سے میرے بعد اور اس کے اہل ولا و محبت سے بھی ولا و محبت رکھے۔

ويقتد باهل بيتي من بعدي اور اسے ضرور ہے کہ اقتدا کرے میری اہل بیت والوں کی میرے بعد فَاِنَّهُمْ عِتْرَتِیْ خُلِقُوْا مِنْ طِيْنَتِیْ وَرُزِقُوْا فَهْمِیْ پس وہ لوگ میری اولاد ہیں میرے خمیر سے مخلوق ہیں اور میرا فہم ان کو نصیب ہُوا پس عذاب ہے ان کے فضل سے منکروں کے لئے میری امت میں سے القاطعین فیھم صلتی جو

ان میں میرے رشتہ کا پاس نہ رکھیں گے لا انالھم شفاعتی میں ان کو اپنی شفاعت سے نہ پہنچاؤں گا۔

(ف) معلوم ہوا کہ اہل بیت کی محبت فرض ہے اور ان کی پیروی لازم اور ان کی مخالفت و ایذا و اہانت حرام و نار والے ہے۔

حدیث نوزدھم :-

طبرانی ابن عمرؓ سے راوی کہ آخر حضورؐ نے فرمایا

اَخْلِفُوْنِیْ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ مجھے یاد رکھنا میری اہل بیت کے ہر معاملے میں اس حدیث کو امام طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور امام سیوطیؒ و ابن حجر مکی وغیرہ علمائے اہلسنت نے اپنی تصانیف میں مقبول و مسلم رکھ کر نقل کیا۔ (مواہب نبویہ منافع السنیہ احیاء المیت احیاء الادب۔ صواعق محرقہ صنہ ۹ وغیرھا)

فائدہ :- اس سے معلوم ہوا کہ یہ آخری رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری نصیحت وصیت جملہ افراد امت کو جملہ اہل بیت رسول کے بارے میں ہے۔ پس ان کی ہتک عزت ایذا۔ اہانت۔ بے تعظیمی اور گالی دینا۔ مارنا۔ ان سے لڑنا۔ ان کو مقہور و مغلوب بنانے کی سعی کرنا خدا و رسول کا دشمن ہونے کا اعلان ہے جو کسی دیندار مومن کے حق متصور نہیں۔

حدیث بستم ۲۰ :-

صحیح مسلم و دیگر صحاح کی کتابوں میں حدیث ثقلین مروی ہے جسے لاتعداد محدثین و محققین و علمائے اسلام نے شرح و بسط سے روایت کیا ہے جس کے خاص الفاظ پر خلاصۃً توجہ دلائی جاتی ہے۔ فرمایا۔

اَنَا تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ میں تم میں چھوڑنے والا ہوں دو عظیم المرتبت چیزیں اوّل ان سے اللہ کی کتاب (مع سنت رسول) جس میں ہدایت و نور ہے اسے مضبوط پکڑو اس پر ترغیب دلا کر فرمایا وَعِتْرَتِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ میری اولاد مری اہل بیت کے لوگ کہیں ارشاد فرمایا لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا۔ تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے جب تک ان کے دامن گیر رہے۔ اور ارشاد فرمایا وَاِنَّھُمَا لَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ

وہ باہم بھی ہرگز جدا نہ ہونگی تاآنکہ حوض پر مجھ سے آ ملیں۔ روایت مسلم میں دوبارہ اہلبیت اظہار فرمایا وَاُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي یہ تین بار فرمایا۔ میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، اپنی اہلبیت کے لوگوں کے بارے میں روایت ترمذی میں ہے فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا تو دیکھو تم میرے بعد ان سے کیسے پیش آتے ہو۔

(ف) اس حدیث صحیح کے مضمون سے صاف معلوم ہوا کہ کتاب وسنت اور اہل بیت رسول امت کے امام مقتدا اور پیشوا ہیں دوم یہ کہ اہل بیت رسول کے حقوق کی رعائت اور تعظیم و ادب و اکرام اللہ و رسول کی خاطر افرادِ اُمت پر لازم و واجب ہے۔ ان کی ایذا و اہانت و بے تعظیمی و ہتک عزت اور ان سے کسی قسم کی بدسلوکی جنگ جدال کے سب امور و معاملات کا ارتکاب دین و ایمان کے منافی اور خدا و رسول کی مخالفت و دشمنی ہے۔

اور ان کو کسی طرح ایذا رنج تکلیف پہنچانا یا اُن کی اہانت و تنقیص و کسرِ شان بے ادبی کرنا اللہ اور رسول کے فرمانِ پاک پر ایمان و یقین نہ ہونے کی دلیل ہے۔ سو ایسوں کو دین و ایمان والوں سے خیال کرنا دین بے دینی ایمان لا ایمانی میں امتیاز کرنا ہے۔

حدیث بیست[۲۱] ویکم:۔

صحیح بخاری وغیرہ میں حدیث شریف میں وارد ہے۔ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ف) اس حدیث صحیح میں اعدائے اہل بیت و دشمنانِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق ناطق فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس کا مصداق و مورد بننے سے بچائے۔

حدیث بیست[۲۲] ودوم:۔

مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت فصل دوم میں بروایت زید بن ارقم رض مروی ہے کہ علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے حق فرمایا اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ ان کے دشمن کا دشمن اور ساتھی کا ساتھی ہوں اور یہی حکم ان کی اولاد کے لئے ہے اور تصریحات کرام در تعظیم ساداتِ کرام

(۱) بہترین صحابہ کرام سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان صحیح بخاری باب مناقب

قربتِ نبوی ہیں بروایتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اُرْقَبُوْ مُحَمَّدًا فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا لحاظ و پاس کرو۔ آپ کی اہلبیت اطہار کے تمام افراد کے ہر امر اور ہر معاملہ میں۔

(ف) اس صدّیقی فرمان و بیانِ مبارک سے معلوم ہُوا کہ اہل بیتِ رسول کے ساتھ جو معاملہ کیا جائے از رُوئے اعتقاد و عمل یہ ہی سمجھا جاوے کہ یہ معاملہ عین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات پاک سے متعلق ہے پس جو دین و ایمان کے منافی و خلاف ہو وہ ہرگز نہ کیا جاوے۔ سو ہر امر ایذا و اہانت کا دین و ایمان کے بالکل برخلاف ہے۔

(۲) بخاری وغیرہ میں آپ کا ایک دُوسرے مقام پر یہ فرمان ہے۔

خُدا کی قسم قرابتِ نبوی مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب (مقدّم) ہے بباعثِ قرابت و علاقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے۔

(۳) صواعق محرقہ مصنّفہ امام ابن حجر مکی سنی ص۱۰۵ مطبوعہ مصر میں ہے (اور یُوں ہی الامن والعُلاء وغیرہ میں بھی مگر قدرے بتغیر) دار قطنی نے روایت کیا کہ امام حسن رضؓ حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ منبر نبوی پر بیٹھے ہُوئے تھے تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ اُنْزِلْ عَنْ مَجْلِسِ اَبِیْ۔ اُتر جائیں آپ میرے جدّ اعلیٰ (باپ) کے بیٹھنے کی جگہ سے حضرت صدّیق رضؓ نے جواب دیا صَدَقْتَ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمَجْلِسُ اَبِیْکَ۔ آپ نے سچ فرمایا خُدا کی قسم یہ آپ کے باپ کے بیٹھنے کی جگہ ہے پھر ان کو اٹھا کر اپنی گود میں محبّت و شفقت سے بٹھایا اور خُوب روئے تو حضرت علی رضؓ نے فرمایا بخدا یہ ہمارے مشورہ و رائے سے نہیں ہُوا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا آپ سچ فرماتے ہیں خُدا کی قسم ہم آپ پر بدگمانی نہیں رکھتے۔

صواعقِ محرقہ میں اس کے بعد ہے دیکھو حضرت ابوبکر رضؓ حضرت امام حسن علیہ السلام کی کس قدر زیادہ محبّت و تعظیم اور توقیر کرتے ہیں۔

صواعق محرقہ میں اسی مقام پر ہے کہ پھر یہی واقعہ بعینہٖ حضرت امام حسین علیہ السلام کا حضرتِ عمر رضؓ سے ہُوا جب کہ وُہ منبر پر تھے تو امام حسین علیہ السلام نے یہ فرمایا تو انہوں نے جواب میں یُوں فرمایا۔ مِنْبَرُ اَبِیْکَ وَاللّٰہِ لَا مِنْبَرُ اَبِیْ آپ کے باپ کا منبر ہے خدا کی قسم

یہ میرے باپ کا منبر نہیں حضرت علیؓ نے فرمایا بخدا ہم نے یہ نہیں بتایا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا بجا ہے خدا کی قسم ہم کو آپ سے اتہام کرنے کا موقعہ ہی نہیں اور ابن سعد نے یہ زیادہ بیان کیا کہ انہیں لے کر اپنے پاس منبر پر بٹھایا اور یوں فرمایا۔

وَهَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلٰى رُؤُسِنَا اِلَّا اَبُوْكَ اَىْ اَنَّ الرِّفْعَةَ مَانِلْنَا هَا اِلَّا بِهٖ اور ہمارے سروں پہ بال کس نے اگائے ہیں آپ ہی کے باپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے یعنی یہ رتبہ و بلندی شان ہم نے انہیں کے صدقہ تو پائی ہے۔

(۴) ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں۔ اگر ابوبکر و عمر و علی میرے پاس کسی حاجت میں تشریف لائیں تو اوّل سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرورت کو پورا کروں ان دونوں سے بوجہ قرابت نبوی کے وَلَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اُقَدِّمَهُمَا عَلَيْهِ اور اگر میں آسمان سے زمین پر گر پڑوں تو یہ مجھے پسند ہے مگر یہ پسند نہیں از روئے دین ایمان کہ میں ان دونوں کو علی پہ مقدم کروں یعنی آسمان پہ زمین سے گرنا آسان ہے مگر اہل بیت رسول کے جادۂ ادب و تعظیم و تقدیم سے گرنا اور ہٹنا اس سے زیادہ دشوار و ناگوار ہے۔ (ف) سبحان اللہ پچھلے لوگوں نے اس مضمون کو بالکل اس کے برعکس کر کے لکھا اور بتایا ہے۔ اَنْ اُقَدِّمَهُ عَلَيْهِمَا کر ڈالا ہے حالانکہ یہ اصل ہے ہنوز فقیر کے پاس جو صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ہے اس کے صفحہ $\frac{107}{142}$ پر اصل موجود ہے حالانکہ بجائے خود وہ بھی لائق صد احترام ہیں بلکہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم۔

(۵) تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۳ مطبوعہ مصر وغیرہ کتابوں میں ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت عباس عم نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا وَاللّٰهِ لَاِسْلَامُكَ يَوْمَ اَسْلَمْتَ كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ اَسْلَمَ لِاَنَّ اِسْلَامَكَ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ اِسْلَامِ الْخَطَّابِ خدا کی قسم ضرور آپ کا اسلام لانا جس دن آپ مشرف بہ اسلام ہوئے مجھے زیادہ محبوب رہا خطاب (اپنے باپ) کے اسلام لانے سے بھی اگر وہ مسلمان ہوتا کیونکہ آپ کا اسلام لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو (میرے باپ) خطاب کے اسلام لانے سے

زیادہ محبوب و مرغوب تھا۔

(ف) سبحان اللہ کیا عجیب ایمان و اعتقاد ہے کہ قرابت داران نبوی کا اسلام اپنے باپ کے اسلام لانے سے بڑھ کر پیارا ہے، یہ ہے فاروقی ایمان۔ تو ان کی تعظیم و ادب و حسن سلوک و اکرام اپنے اصول و فروع سے بڑھ کر کیوں محبوب و مفروض نہ ہوگا۔

(۶) امام ابن کثیر اپنی تفسیر میں ان ہر دو بزرگان امت شیخین کریمین کے ان اہل بیت رسول پر فداکاریوں کو ذکر فرما کر فرماتے ہیں کہ تعظیم و ادب میں جب شیخین کا یہ حال ہے۔

فَحَالُ الشَّيْخَيْنِ هُوَ الْوَاجِبُ عَلٰى كُلِّ اَحَدٍ اَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ تو ہر مسلمان مومن پر واجب و لازم ہے کہ تعظیم و ادب اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسا ہی مبالغہ کیا کرے اور بڑھتا رہے۔ ذخائر عقبی مصنفہ طبری شیخ حرم مکہ ص۱۹ پر جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی فرمایا کرتے اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں حضور اور آپ کی آل پاک پر درود نہ پڑھوں تو میں نہیں دیکھتا کہ قبول ہوگی۔

(۷) تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص۱۱۳ زیر آیت مودۃ قربیٰ لکھتے ہیں۔

لَا نُنْكِرُ الْوَصَاةَ بِاَهْلِ الْبَيْتِ وَالْاَمْرَ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِمْ وَاِحْتِرَامِهِمْ وَاِكْرَامِهِمْ فَاِنَّهُمْ مِنْ ذُرِّيَّةٍ طَاهِرَةٍ مِنْ اَشْرَفِ بَيْتٍ وُجِدَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَخْرًا اَوْ حَسَبًا وَّنَسَبًا وَلَا سِيَّمَا اِذَا كَانُوْا مُتَّبِعِيْنَ لِلسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ الصَّحِيْحَةِ الْوَاضِحَةِ الْجَلِيْلَةِ كَمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُهُمْ كَالْعَبَّاسِ وَبَنِيْهِ وَعَلِيٍّ وَّاَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

ہمیں کسی مجال انکار نہیں (کیونکہ شرعاً) اہل بیت رسول کے حق میں وصیت و ہدایت حق و ثابت ہے اور ان سے حسن سلوک و احسان کا حکم و امر ہے اور ان کے احترام و تعظیم کو ہم پر واجب کیا گیا ہے، پس وہ لوگ تو پاک نسل ہیں اس پاک ترین گھر والے جو روئے زمین پر پالیا گیا سب سے اعلیٰ فخر و حسب و نسب (ہر لحاظ سے خواہ کسی حال میں ہوں) اور خاص کر جب کہ سنت نبویہ صحیحہ و ضحہ جلیلہ کے پیرو بھی ہوں جیسا کہ ان کے اسلاف کرام پہلے بزرگ ہوئے مثلاً حضرت عباس اور ان کی اولاد اور سیدنا علی اور ان کے اہل بیت و اولاد اور ان سب سے اللہ راضی ہوا۔

نیز بیہقی و بغوی وغیرہ علماء نے تصریح کی ہے کہ محبت و اکرام اہلبیت فرائض دین سے ہے لہٰذا ایذا و اہانت حرام ہے۔

(۸) مشکوٰۃ میں باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں آپ سے نسائی راوی کہ فرمایا کَانَتْ لِیْ مَنْزِلَۃٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمْ تَکُنْ لِاَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ الخ میرے لئے حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سے ایک خاص منزلت تھی جو تمام خلقِ خدا میں سے کسی کے لئے نہ تھی۔

(ف) چنانچہ تفسیر دُرِّ منثور مصنفہ امام حافظ جلال الدین سیوطی سنی جلد ۵ صفحہ ۵۰ مطبوعہ مصر سورۃ نور کی آیت فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ کے تحت باخراج دین مردویہ انس بن مالک رضؓ و بریدہ رضؓ ہے کہ حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ تلاوت فرمائی تو ایک شخص کھڑے ہو کر آپ سے دریافت کیا اَیُّ بُیُوْتٍ ھٰذِہٖ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اس سے کون گھر مراد ہیں یا رسول اللہ قَالَ بُیُوْتُ الْاَنْبِیَاءِ فرمایا انبیاء کے گھر فَقَامَ اِلَیْہِ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا الْبَیْتُ مِنْھَا بَیْتَ عَلِیٍّ وَّفَاطِمَۃَ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے کھڑے ہو کر حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ گھر بھی ان میں سے ہے یہ حضرت علی و فاطمہ علیہما السلام کے گھر کے لئے دریافت کیا۔ قَالَ نَعَمْ مِنْ اَفَاضِلِھَا فرمایا ہاں ان میں سے افضل گھروں سے یہ گھر ہے۔ افاضل جمع ہے افضل کی۔ نیز علماء فرماتے ہیں آل ذات و نفس کے حکم و معنی میں ہے۔ صحیح بخاری باب مناقب علی رضؓ میں ایک خارجی کے جواب میں ابن عمر رضؓ کے یہ لفظ ہیں۔ ھُوَ ذَاکَ بَیْتُہٗ اَوْسَطُ بُیُوْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ معنی اوپر مذکور ہے۔ اور فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ مصر جلد ۷ صفحہ ۱۱ پر باخراج نسائی یہ لفظ مذکور ہیں وَاَمَّا عَلِیٌّ فَلَا تَسْئَلْ عَنْہُ اَحَدًا وَانْظُرْ اِلٰی مَنْزِلَتِہٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ باقی رہے حضرت علی رضؓ سو ان کے متعلق تم کسی سے کچھ نہ پوچھو اور خود ان کی منزلت ذات پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیکھو۔ یوں ہی دارقطنی و شعبی روایت کرتے کہ حضرت ابوبکر رضؓ بیٹھے تھے جب علی رضؓ آئے تو ان کو دیکھا تو فرمایا۔ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی اَعْظَمِ النَّاسِ مَنْزِلَۃً وَاَقْرَبِھِمْ قَرَابَۃً

فَاَفْضَلِهِمْ تَبَعًا وَاَکْثَرِهِمْ غِنَاءً عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا الطَّالِعِ تحفہ اثنا عشریہ ص۱۱۵۔

(۹) فصل الخطاب وتفریح الاذکیا ج ۲ ص۵۸ وانتصاح وغیرہ کتب سیر و تواریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مدائن پر حضرت عمر رضؓ نے جب مال غنیمت تقسیم فرمانا شروع کیا تو پہلے حضرت سیدنا امام حسن رضؓ کو ہزار درہم دیئے۔ پھر امام حسین علیہ السلام تشریف لائے تو بھی ہزار درہم دیئے۔ پھر خود ان کے اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر رضؓ آئے تو ان کو پانچ سو ۵۰۰ درہم دیئے۔ تو ابن عمر رضؓ نے عرض کیا میں حضور علیہ السلام کے وقت سے مجاہد ہوں اور اس وقت حسنین کریمین مدینہ طیبہ کی گلی کوچوں میں بچپن کے زمانہ میں آتے جاتے تھے۔ آپ ان کو تو ہزار درہم دیں اور مجھے پانچسو۔ اس پر حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔

بیٹا جاؤ تم بھی میرے پاس ان کے باپ کا سا باپ والدہ کی سی والدہ نانا کا سا نانا نانی کی سی نانی چچا جیسا چچا ماموں جیسے ماموں خالہ کی سی خالہ تو لے آؤ۔ فَاِنَّكَ لَا تَأْتِیْ بِهِمْ سو تم نہ لاسکو گے ویسے (احیاء الادب وغیرہ) چنانچہ حاشیہ شرح عقائد نسفی پر کفایہ وفرع کمال سے اور تکمیل الایمان وغیرہ کتب عقائد میں اولاد و خلفا کی تفضیل کے بیان میں اولادِ فاطمہ کو سب سے افضل کہا ہے بلکہ دستور العلماء میں سب سے افضل لکھا ہے۔

(ف) سبحان اللہ اس سے ایمان فاروقی میں اہل بیت اطہار کی قدر و منزلت و عظمت و عزت بے مثلی و افضلیت اور شرافت کا پتہ چلتا ہے۔

(۱۰) شفا شریف میں عبداللہ ابن حسن بن حسین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ فرمایا کہ میں کسی ضرورت کے سلسلہ میں عمر بن عبدالعزیز رضؓ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا جب آپ کو شہزادے صاحب کوئی ضرورت ہو تو کسی کو بھیج دیا کریں یا لکھ دیا کریں۔ فَاِنِّیْ اَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰہِ اَنْ یَّرَاكَ عَلٰی بَابِیْ۔ پس مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ وہ آپ کو میرے دروازے پر دیکھے۔

(ف) اس سے ظاہر ہے کہ خلفائے اسلام کے دین و ایمان سے بھر پور دلوں اور دماغوں میں اہل بیت رسول کی کس قدر قدر و منزلت و عزت تعظیم تھی اور وہ آلِ رسول کی ادنیٰ سی توہین و کسر شان و بے تعظیمی و ایذا و بے امتیازی کو کس قدر ناروا خیال کرتے تھے۔

(۱۱) علامہ امام عبدالباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۱ ص۹ مطبوع مصر میں حدیث صحیحین لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَنْ اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔ تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُسے اپنے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں: اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَثْبَتَ لِاَقَارِبِهٖ مَا اَثْبَتَ لِنَفْسِهٖ عَلٰى ذَالِكَ شَفَقَةً مِّنْهُ عَلَيْنَا ۔ کہ اس فرمانِ مبارک میں حضور ہادیٔ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو حقوق و اکرام بحکم الٰہی اپنے لئے تعلیم فرما کر ثابت فرمائے وہی اپنے اقارب ... (قرابت داروں) کے لئے بھی ثابت فرمائے بعینہٖ یہ حضور کی رحمت و شفقت ہے ہم پر تاکہ ہم ان سے لاعلمی میں عدم ادائیگی و کوتاہی سے دین ایمان کی تباہی میں مبتلا ہونے سے خبردار ہو کر بچ سکیں۔

(۱۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کے فرمان اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا فِیْ اَهْلِبَيْتِهٖ جو پہلے گذر آئے اس کی شرح میں امام ابن حجر مکی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اپنے اس فرمان سے تمام عالم کے لوگوں کو مخاطب فرماتے ہیں اور مراقبہ کسی چیز کے لئے اس پر محافظت کرنا ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں یعنی تم لوگ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رعایت و یادداشت رکھو اہل بیت رسول کے ہر امر و معاملہ میں فَلَا تُؤْذُوْا هُمْ وَلَا تُسِيْئُوْا اِلَيْهِمْ ۔ پس حاصل اس فرمانِ صدیقی کا یہ ہے کہ کسی طرح بھی آلِ رسُول کو نہ ایذا پہنچاؤ نہ ان کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرو نہ بے ادبی و بے تعظیمی سے پیش آؤ کہ ان کا معاملہ خود ذاتِ اقدس کا معاملہ ہے از رُوئے بیان کتاب و سنت و آثار چنانچہ دستور العلماء ج ۱ ص۷ مطبوع حیدرآباد پر مرقوم ہے۔ وَاعْلَمْ اَنَّ اَفْضَلِيَّتَ الْخُلَفَآءِ الْاَرْبَعَةِ مَخْصُوْصَةٌ بِمَا عَدَا اَبْنِيْ فَاطِمَةَ رضؓ جانو کہ افضلیت خلفاء اربعہ بنی فاطمہ کے سوا سے خاص ہے (یعنی غیر بنی فاطمہ کے ساتھ متعلق و مخصوص ہے)۔

(۱۳) علامہ شیخ حسن عدوی حمزاوی سنی مشارق الانوار مطبوعہ مصر ص۸۵ میں فرماتے ہیں۔ جان لو کہ جب کسی شخص کی نسبت حضور سید عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بنا بر حُسن ظن ہی بصحت منسُوب ہو تو بھی خواہ مخواہ نہ چاہیے کہ بحث سے تفتیش انساب کرنے لگے کہ علی العموم لوگ اپنے انساب پر

ماموں سمجھے جاتے ہیں۔
تو چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسب شریف سے منسوب مطلق لوگوں سے بکمالِ ادب معاملہ کریں اور ان کی تعظیم وتکریم میں فرق نہ کریں۔ ان کی جدِّ پاک و اصل اعلیٰ کے ادب و تعظیم کی بناء کی بناء پر اگر ان کے کسی فرد کا ظاہری حال صلاحیت و مقبولیت کا نہ ہو یعنی وہ صالح بھی نہ ہو کہ آخر (بقاعدہ شرع شریف) عدمِ صلاحیت سے نسب تو منقطع نہیں ہو جاتا اور جن احادیث میں بوجہ عدمِ صلاحیت بعد و دوری مذکور ہے۔ وہ باب ترغیب و ترہیب میں سے ہے (یعنی بطور نصیحت ہے) (۱۴) پ ۱۶ ع سورہ کہف میں وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا الآیۃ۔ یعنی وہ دیوار جسے گرا کر حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام نے اسے تعمیر فرمایا کہ وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کے مکان کی دیوار تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ دفن کیا ہُوا تھا اور ان کا باپ صالح مرد تھا اس کی تفسیر میں ابن عباس رضؓ نے فرمایا حُفِظَ لِصَلَاحِ اَبِيْهِمَا وَمَا ذُكِرَ عَنْهُمَا صَلَاحًا یہ حفاظت ان کی اپنے باپ کی صلاحیت کی بناء پر فرمائی گئی خود ان کی اپنی صلاحیت مذکور نہیں علماء فرماتے ہیں وہ باپ ان کی آٹھویں یا دسویں پشت میں ایک دادا صالح گذرا تھا۔
مقامِ غور ہے جب خالق جل مجدہٗ اپنے ایک صالح بندہ کی خاطر اس کی ساتویں آٹھویں یا دسویں پشت کے بچوں کی یوں رعایت وحفاظت فرمائے تو مخلوق کو کیا مناسب ہے کہ خُدا کے سب سے بلند رتبہ محبوب آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سید العالمین کی اولاد و عترت اہلبیت کے لوگوں کی اتنی رعائت وحفاظت بھی روا نہ رکھیں کہ ان کو اپنی ایذا و اہانت و بدسلوکی سے بچائیں۔
(۱۵) پ ۲۷ طور ع میں خداوند کریم کا فرمان ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۝ وہ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان کے ساتھ ان کی تابع ہُوئی ہم نے ان کے اعمال کچھ کم کئے بغیر ان کی اولادوں کو ان سے ملا دیا۔
حدیث شریف میں فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ ذُرِّيَّةَ الْمُؤْمِنِ اِلَيْهِ فِيْ دَرَجَتِهٖ

وَاِنْ کَانُوْا دُوْنَہٗ فِی الْعَمَلِ لِتَقَرَّ بِھِمْ عَیْنَہٗ کہ اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو اٹھاتا ہے اس کے ساتھ اس کے درجہ میں اگرچہ وہ اس سے عمل میں کم ہوں تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں ان کے ساتھ پھر آپ نے یہ آیت مذکورہ بالا تلاوت فرمائی۔ اس حدیث کو بزار و ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا اور سعید بن منصور و ہناد و ابن خزیمہ و منذر و ابی حاتم۔ حاکم۔ بیہقی اپنی سنن میں خود ان سے بقول ان کے روایت کرتے ہیں۔

(ازالۃ۔ احیاء وغیرہ)

(ف) بیضاوی میں ہے ابن عامر و یعقوب نے ذریاتہم پڑھا ہے۔ برائے جمع اور تنکیر تعظیم کے واسطے ہے یا یہ بتانے کو کہ اولادوں کو اپنے صالح اباء سے ملانے میں صل ایمان میں متابعت بھی کافی ہے سبحان اللہ خالق جلالہٗ تو اپنے عام صالح بندوں کی اولادوں کا یہ اکرام و لحاظ فرما کر ان کے اباء اجداد کو خوش فرما دے اور ادھر آج کل کے بعض.. مدعیان دین و ایمان خود خالق کے بے مثل محبوب ترین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی اولاد و عترت اہل بیت کے لئے کسی فضل و شرف و امتیاز رعایت حفاظت کے قائل اور روادار ہی نہ ہوں اور ان کی ایذا رسانی و اہانت و تنقیص و بے تعظیمی و جدال و قتال و سب و شتم و گالی گلوچ تک سے ان کو بچانے کو خطرے میں نہ لادیں اور بایں ہمہ دین ایمان کے ٹھیکیدار بھی کہلاتے ہیں ے

ہرگزم باور نمی آید ز روئے اعتقاد

ایں ہمہ ہا کردن و دین پیمبر داشتن

۱۶۔ پ ۱۳ رعد ع ۳ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوْا سے فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ تک ۲/۲ آیتوں کی تفسیر میں درمنثور مطبوعہ مصر ج ۴ صہ ۵۷ میں ابن حاتم و ابوالشیخ راوی ہیں کہ مومن جنت میں جا کر سوال کرے گا۔ اَیْنَ اُمِّیْ اَیْنَ وَلَدِیْ اَیْنَ زَوْجَتِیْ میرے ماں باپ اولاد بیوی کہاں ہیں کہا جائے گا انہوں نے تجھ سے عمل نہ کئے یہ کہے گا میں نے اپنے اور ان کے واسطے عمل کئے ہیں۔

اور طبرانی ابن عباس رضؓ سے اور ابن مردویہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جب آدمی داخل ہوگا جنت میں مُسْئَل عَنْ اَبْوَیْہِ وَذُرِّیَّتِہٖ وَوُلْدِہٖ پُوچھے گا۔ اپنے ماں باپ اور اولاد کے متعلق تو اس سے کہا جائے گا وہ نہیں پہنچے تیرے مرتبہ وعمل کو تو وہ کہے گا اے اللہ تحقیق میں نے اپنے اور ان کے لئے عمل کیے تھے۔ فَیُؤْمَرُ بِاِلْحَاقِھِمْ بِہٖ تو اس پر ان کو اس کے ساتھ ملا دینے کا حکم ہوگا (اراءۃ الادب واحیاء الادب)

(ف) اس سے معلوم ہُوا کہ جب دیگر صالح لوگوں کی اولاد کو محض ان کے واسطے ان کے ساتھ ملا دیا جائے گا تو کیسا تعجب خیز دین و مذہب واعتقاد ان لوگوں کا ہے جو اپنے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اولاد سادات کرام کو اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تصور نہ کریں اور ان کی عزت افزائی وخوشنودی کو حُسنِ سلوک ان سے نہ کریں اور ایذا رسانی و بدسلوکی وبے تعظیمی سے اور اپنے ظلم وستم سے ان کو نہ بچاویں اور دعویٰ دین وایمان بھی رکھیں۔

۱۷۔ پ ۲۶ ع ۲ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کے متعلق علماء اسلام نے فرمایا اس سے تعارف انساب کا مقصود شرعی ہونا معلوم ہُوا اور اس کا گم کرنا مقاصد ومقتضیات شرع کے خلاف ہے۔

تو نسب نبوی کا تعارف وامتیاز وبقاء مشروع ومحمود اور اس کا ضیاع وگم کرنا غیر مشروع ونا روا ہونا ظاہر ہے جس طرح بھی ہو اور ایذا واہانت وبے تعظیمی کی سب صورتوں میں یہ لازماً ثابت ومنصور ہے اور از روئے تحقیق نصوص قطعیہ کتاب وسنت اَتقاد اکرام تمام خلقِ خُدا سے بلا خلاف حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی ہیں۔

بخاری میں بروایت اُمّنا عائشہ رضؓ خود فرمایا۔ اِنَّ اَتْقٰکُمْ وَاَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ اَنَا مسلم میں بھی اس کے ہم معنی لفظ مبارک ہیں۔ تفسیر دُرِّ منثور مصنفہ امام حافظ جلال الدین سیوطی سنی میں آیۃ تطہیر کے تحت طبرانی وبیہقی کی ابن عباس رضؓ

سے مروی ایک نفیس طویل حدیث شریف میں یہ لفظ مبارک ہیں۔

ثُمَّ جَعَلَ الْاَثْلَاثَ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِهَا قَبِیْلَةً وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ فَاَنَا اَتْقٰی وُلْدِ اٰدَمَ وَاَكْرَمُهُمْ عَلَی اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ۔ پھر اللہ نے اثلاث کو قبائل میں بانٹا تو مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں بنایا اور اس کی سند یہ فرمانِ الٰہی ہے۔ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ تو میں ہی تمام اولاد آدم سے اتقاہوں اور ان سب سے زیادہ عزت والا (اکرم) اللہ کے حضور میں اور یہ حقیقت کا بیان ہے کچھ فخریہ نہیں۔

ثُمَّ جَعَلَ الْقَبَائِلَ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی فَاِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَلِيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا فَاَنَا وَاَهْلُ بَيْتِیْ مُطَهَّرُوْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو گھروں میں بانٹا تو مجھے ان میں سب سے بہترین گھر میں فرمایا اور اس کی اصل یہ فرمانِ الٰہی ہے۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

پس میں اور میرے اہل بیت کے تمام لوگ پاک ہیں گناہوں سے (احیاء الادب۔ درمنثور۔ تجلی۔ مواہب النبویہ۔ صحیفہ تحقیقات ص۴۲)

(ف) علماء مشائخ اسلام اہل علم وعرفان اس پر متفق ہیں کہ عصمتِ نبوّت کا ثمرہ اہلِ بیت اطہار میں تطہیر ہے لہٰذا ان سے غیر کو قیاس کرنا ہی ناروا ہے ان کے حسنات و سیّئات کو غیر کے سے تصوّر نہ کیا جائے اور ان کے معاملہ کو غیر کا سا ہرگز نہ ٹھہرایا جائے اوّل پس ان کی ایذاء مقابلہ۔ زدوکوب۔ سب وشتم۔ گالی بدگوئی اہانت وتحقیر و تذلیل بے عزتی بے تعظیمی وتنقیص وکسر شان کرنا کسی طرح مومن مسلمان کو حلال و روا نہیں۔ علماء اسلام فرماتے ہیں کہ باجرائے پیشکش خمس الخمس اہل بیت اور ان کو صدقات منع ہوئے یہ ان کی تعظیم کی شرعی دلیل ہے اور دیگر افراد امت سے محترم

ہونے کی حجت ہے۔ پس ایذا و اہانت حرام ہے۔

(۱۸) ولسیّدی الوالد رضی اللہ عنہٗ فی اُلباب لطائف شریفہ و منہا قال قدس سرہٗ جن کی مغفرت وعفو ونجات اور طہارت و پاکی کے احکام و اخبار خدا و رسول فرمائیں ان کے حق اعتقاد و عمل میں اس کے خلاف ہونا ہرگز کسی دیندار مومن کی شان نہیں۔ واللہ و رسولہٗ اعلم

(۱۹) امام حافظ ابن حجر ہیتمیؒ مکی سنی فتاویٰ حدیثیہ مطبوعہ مصر صـ۱۴۲ میں اس کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ بقدر حاجت یہ کہ پس جس کی نسبت آل بیت رسول سے معلوم ہو جائے تو اس شرف سے اسے کوئی بڑی سے بڑی جنائت و عدم دیانت وصیانت خارج نہیں کر دیتی یعنی وہ محض بناء بر اس نسبت شریفہ کے لائق ادب و احترام ہے اگرچہ اس کے عمل غیر صالح میں اس کی اتباع غیر مشروع ہے۔

پھر فرمایا چنانچہ بعض محققین نے فرمایا معاذ اللہ اگر بالفرض کوئی سید صاحب (افراد سادات حسنی و حسینی سے) کسی ناکردنی کبیرہ گناہ میں خدانخواستہ مُبتلا ہو جائے تو ہم حکم شرع سے اس پر حد قائم کریں گے اس وقت اس کی مثال ایسی سمجھنی چاہیئے جیسا ایک امیر یا بادشاہ ہو اور اس کے قدم کسی پلیدی نجاست سے کبھی آلودہ ہوں اور اس کے بعض خُدّام و غلام اس کے قدم کو اس سے دھو کر صاف کر دیں۔

اور لوگوں کا ان کے حق میں ولدِ عاق کا میراث سے محروم نہ ہونے کی مثال بیان کرنا قابلِ غور و تامل ہے۔

ہاں ایک صورت کُفر ہی ہے کہ اگر بالفرض وہ پائی جائے تو اس سے یہ نسبت شریفہ مقطوع سمجھی جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک سے دربارہ اس فرد کے جس کے حق یہ بالفرض کہا گیا اور بالفرض اس لئے کہا کہ از رُوئے ادلہ شرعیہ قریب ہے کہ مَیں اس پر جزم کر لوں کہ حقیقت کفر کا نسب سادات حسنی و حسینی کے کسی فرد صحیح النسب سے واقع ہونا ہی غیر متوقع امر ہے کہ وہ بضعۃ الرسول ہیں اور فرع و جزِ رسولِ کریم سے یہ کیسے ممکن ہو معاذ اللہ کہ وہ کفر میں مبتلا ہو جس کی کل و اصل مجسمہ نور و ہدایت ہو اور

رحمت عالمین بھر کے لئے بلکہ بعض محققین نے تو دیگر فواحش تک توان سے محال مانا ہے تو کفر کجا یہ تو اس کے حق ہے جس کی نسب کا اتصال نسب نبوی سے بوجہ شرعی ثابت ہو بلا شک اور اگر بطور مشکوک ہو تو بھی سب مسلمانوں پر اس کی تعظیم و حرمت واجب ہے تا ثبوت و تحقیق عدم نسبت اور غایت ما فی الباب ثبوت سیادت کو عدم فسق لازم نہیں در صورت اوّل اور صورت دوّم میں بھی عدم نسبت کے ثابت ہونے تک توقف ہوگا اور اس کے حال کو مسلم رکھا جائے گا کہ اکثر طور پر لوگ انساب میں مامون ہی سمجھے جاتے ہیں۔ لہٰذا بلا دلیل اس کی تکذیب و ایذا و اہانت وغیرہ جائز نہ ہوگی جب عام صالح لوگوں کے متعلقین کے ساتھ لوگ احترام و عزت سے پیش آتے ہیں تو حضور سید عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بہترین خلائق کے متعلقین و منسوبین سے کیوں اتنا روا نہ رکھا جاوے۔ خدا ہمیں حضور اور آپ کے آل اصحاب کے محبّوں میں محشور فرما دے آمین۔ ملخصًا (احیاء الادب)

(۲۰) شرع شریف نے اپنے اطلاقات میں ان کو اولاد۔ وجزو و بضعہ و مضغہ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قرار دیا اور ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں ہے وَجُزْءُ الْمَرْءِ فِیْ مَعْنٰی نَفْسِہٖ آدمی کا جزخود اس کے معنی و ذات کے حکم ہوتا ہے اور اولاد کی ایذا و اہانت حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایذا و اہانت ہونا نصوص قطعیۂ کتاب و سُنّت سے ثابت ہے، تو سادات حسنی و حسینی کی ایذا و اہانت بے تعظیمی عین ذاتِ پاک کی ہے اور کسی طرح جائز اور روا نہیں حرام سخت حرام ہے اور بندہ کے دین و ایمان کو بالکل تباہ کر دینے کا کام ہے۔

(۲۱) حدیث شریف ہے بروایت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرفوعًا ابن عساکر نے روایت فرمایا۔ اَقِیْلُوا الْکِرَامَ عَثَرَاتِھِمْ کریموں کی لغزشیں معاف رکھا کرو۔ (ارادۃ الادب)

تو کون مومن ہے کہ اپنے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اولاد سادات کرام کو کرام نہ جانے اور پھر ان کی لغزشوں سے درگذر کرنے میں اپنے آپ کو اس فرمانِ

نبوی سے مستثنیٰ و جُدا پائے اور خارج جانے جب دیگر کرام کے حق اس قدر رعایت کا شرع شریف میں ارشاد موجود ہے تو سادات کرام کو اس رعائت کا حقدار کیوں نہ سمجھا جاوے پس افراد امت کو واجب ولازم ہے کہ ان کی لغزشوں سے درگذر کریں اور کسی لغزش و خطاء کا بہانہ لے کر ان کو اپنی اذیت و بدسلوکی کا نشانہ نہ بنالیں بلکہ دیگر کرام سے بڑھ کر سادات کرام کا اکرام کریں۔

(۲۲) امام احمد و بخاری ادب مفرد میں اور ابوداؤد بروایت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی حضور ہادئ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَقِیْلُوْا ذَوِی الْھَیْئَاتِ عَثَرَاتِھِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ۔ صاحب عزت لوگوں کی ویگر لغزشوں سے درگذر کرو بجز حدود کے۔

(ف) معلوم ہُوا کہ ہر ذی عزت کی اتنی رعائت شرعًا مقصود مامور ہے تو عزت ہر ایمان دار کے لئے بنص قرآن کریم ثابت ہے۔ اور افراد اہل بیت رسول کریم سادات کرام کی عزّت و عظمت تو دیگر تمام لوگوں سے از رُوئے کتاب وسُنّت واجماع وقیاس صحیح و باتفاق عقل ونقل کہیں زائد بڑھ کر ہے تو ان کی لغزشوں کو تو بطریق اُولیٰ درگذر و معاف کرنا چاہیئے اور ان کی عزّت واکرام میں کوتاہی ناروا جاننا چاہیئے۔

(۲۳) حدیث حسن میں ہے۔ اَلَا اِنَّ عَیْبَتِیْ وَکَرِشِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ وَالْاَنْصَارُ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِھِمْ صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ص۹۲ و دیگر کتب عُلمائے اہل سُنّت جماعت ینابیع المودہ وغیرہ ــــ آگاہ رہو کہ میری جائے راز و امانت گاہ میری اہل بیت کے لوگ ہیں اور انصار تو تم ان کے نیکوکار سے قبول کرو اور خطا کار سے درگذر کرو۔ صواعق محرقہ ص۱۳۵ پر لکھا ہے۔ اِذَا اَھْلُ الْبَیْتِ وَالْاَنْصَارُ مِنْ اَجَلِّ ذَوِی الْھَیْئَاتِ کہ اہل بیت وانصار سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔

(۲۴) اس اصل کی تصریحات فتاویٰ عُلمائے سے ملاحظہ ہوں چنانچہ نہایہ۔ تبئین۔ شامی

فتح۔ د رر وغیرھا میں ہے۔
نَعْزِيْرُ الْاَشْرَافِ وَهُمُ الْعُلَمَاءُ وَالْعَلَوِيَّةُ بِالْاِعْلَامِ بِاَنْ يَقُوْلَ لَهُ الْقَاضِيْ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَفْعَلُ كَذَا فَيَنْزَجِرُ۔

یعنی علماء سادات کرام اعلیٰ درجہ کے اشراف ہیں ان سے اگر کوئی تقصیر موجب تعزیر سرزد ہو کہ دوسرے اراذل کرتے تو اس پر مستحق ضرب وقید ہوتے ان کے حق اتنا ہی کافی ہے کہ قاضی شرع کہے مجھے معلوم ہوا کہ آپ ایسا کرتے ہیں ان کی تنبیہہ و زجر کرنے کو یہی بس ہے۔

(ف) اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب شرعی تعزیرات کے نافذ کرنے میں بھی ان کے مرتبہ درجہ کا لحاظ پاس رکھا گیا ہے تو اپنے ذاتی اور دنیاوی معاملات و امور میں ان کو اذیت دینا ان کی اہانت و بے تعظیمی و بدسلوکی کیونکر جائز ہوسکتی ہے۔

( ) شرعتہ الاسلام وعین العلم میں ہے۔ وَيُعَظِّمُ اَوْلَادَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيَسْعٰى فِيْ حَوَائِجِهِمْ وَيُحِبُّهُمْ بِقَلْبِهٖ وَلِسَانِهٖ وَيُقَدِّمُهُمْ عَلٰى نَفْسِهٖ فِيْ كُلِّ شَانٍ

یعنی حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اولاد سادات حسنی حسینی کی کمال ادب تعظیم کرے اور ان کی حاجات جائزہ کے پورا کرنے میں بکوشش مصروف رہے اور دل و زبان سے ان کی محبّت کا حق ادا کرتا رہے اور ان کو (دیگر اہل جہاں تو کیا خود اپنی) جان تک سے مقدّم و محبوب جانے اور ہر امر ہر معاملہ میں انہی کو مقدم اعلیٰ مرتبہ دے (عزیز معظم علی)

(۲۶) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تشریح وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ کسی عالم اور تقویٰ دار بزرگ کو جائز و روا نہیں کہ سید غیر عالم پر سبقت و تقدم کرکے بیٹھے (بلکہ) اپنے باپ پر بھی آگے ہوکر بیٹھنا جائز نہیں چاہے وہ ان پڑھ ہی ہو لِاَنَّهٗ اِسَاءَةٌ فِي الدِّيْنِ کہ یہ امر ظاہر باہر از روئے دین بے ادبی و گستاخی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم افضل و اشرف المخلوقات ہیں اور اسی طرح آپ

کی اولاد بھی افضل واشرف ہے (کہ وہ اپنے اصل کے حکم و معنی میں ہیں) یونہی تفسیر خزائن العرفان پ ۱۶ سورۂ طٰہٰ ع اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ کی تفسیر ص ۴۴۱ کا حاصل یہ کہ اس سے معلوم ہوا کہ فضل و شرف والوں کی بے تعظیمی وخلاف عداوت کی دلیل ہے اور تحفہ اثنا عشریہ کے باب ۱۲ مقدمہ ۶ کے آخر میں ہے کہ عداوتِ اہل بیت کفر ہے۔

(۲۷) تفسیر صاوی مصنّفہ شیخ احمد صاوی مالکی سنی میں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ الْاٰیَۃَ کی تفسیر میں ہے فَحَقُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اُمَّتِہٖ اَعْظَمُ مِنْ حَقِّ السَّیِّدِ عَلٰی عَبْدِہٖ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حقداری امت پر مالک کی اپنے غلام پر حقداری سے بہت زیادہ ہے۔

(ف) تو کسی مالک یا اس کی اولاد و حرم کی بے عزتی وہتک کسی غلام کو شرعاً روا نہیں تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام اور آپ کی اولاد سادات کرام کی ہتک عزت کس طرح کس امر میں کسی مؤمن مسلمان کو روا اور حلال ہو سکتی ہے۔

(۲۸) کتاب احیاء۔ کتاب الاتحاف وغیرہ کتب اہل سنت جماعت میں ہے۔

هٰذَا كُلُّهٗ لِمَا وَجَبَ لِاَهْلِ بَيْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّرَفِ وَالْمَجْدِ لِنِسْبَتِهِمْ اِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَسِرْيَانِ لَحْمِهٖ وَدَمِهِ الْكَرِيْمَيْنِ فِيْهِمْ فَهُمْ بَعْضُهٗ وَبَعْضُهٗ فِیْ وُجُوْبِ الْاِجْلَالِ وَالتَّعْظِيْمِ كَجَمِيْعِهٖ وَحُرْمَتُهٗ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا ه

(مقامع السنیہ)

یہ سب جو کتاب وسنت و آثار شرف و مجد سے احترام و اکرام و تعظیم اہل بیت رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے واجب و لازم ہونا معلوم ہوا یہ سب اس لئے ہی تو ہے کہ انہیں (سب سے اعلیٰ) نسبت قرابت

د علاقہ ہے ذات پاک حضور بہترین خلائق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گوشت وخون مبارک ان میں پہنچا اور پایا گیا ہوا ہے۔

پس یہ جملہ افراد سادات اہل بیت اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آج عالم میں موجود ہیں حضور پاک کے وجود پاک کے حصہ و ٹکڑا ہیں (جیسا کہ آپ کی اولاد پاک کے حق بضعتہ و مضغتہ جزو و بعض کا اطلاق شرع شریف میں وارد ہے) اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ بعض و جزو فرع احترام عزت تعظیم ادب کے فرض لازم ہونے میں بالکل اپنے اصل وکل کے ہی طرح ہے، جیسا اصل وکل کی ہر امر میں ہر طرح تعظیم وعزت توقیر فرض ہے بعینہ اس کل و اصل کی جزو فرع کی بھی فرض ولازم ہے اور حرمت وتعظیم حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعد وفات وقبل یکساں اہل عالم پر فرض ہے۔

(ف) دین وایمان سے اگر کسی کو کوئی نسبت وعلاقہ ہو تو اس دینی ایمانی، تصریح وبیان پر دل وزبان اعتقاد عمل سے مستعد وکاربند ہوگا اور اُسے یہ اپنی دینی ایمانی حفاظت سلامتی کو پس ہوگا۔

(۲۹) علماء ومشائخ اسلام کی تقریر سے پایا جاتا ہے کہ اہل بیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لانا افراد امت پر وہ واجب وضرورت وفریضہ دینی ایمانی ہے کہ اگر یہی نہ پایا جائے تو سرے سے ایمان ہی ندارد اور وہ شخص مومن ہی نہ ہوگا اور کوئی دیگر نصوص واطلاقات کتاب وسنت کو عموماً اور آیت مودۃ قربیٰ وآیت تطہیر درود شریف اور آیت النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم اور حدیث ثقلین کو خصوصاً غور کرے اسے اہل علم وعرفان کا یہ بیان کتاب وسنت سے بعینہ ثابت ومتحقق معلوم ہوگا چنانچہ علماء اسلام کی یہ تصریح صریح موجود ہے مَنْ اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَّلَمْ یُؤْمِنْ بِاَھْلِ بَیْتِہٖ فَلَیْسَ بِمُؤْمِنٍ ٥ جو حضور پاک بہترین خلائق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر ایمان کا مدعی ہو مگر (حسب ہدایت کتاب وسنّت) آپ کی اہل بیت اطہار سے ایمان نہ رکھتا ہو بلکہ ان کا اعتقاداً وعملاً منکر ہو تو وہ مومن نہیں۔ (کشکول بہاؤالدین عاملی و تحفہ باب ۱۱ فصل ۲ جامع ص۴۸۸)

(ف) معلوم ہُوا کہ جن کے ساتھ ایمان اس قدر لازم وضروری ہے ان کی اہانت بے ادبی اور ایذا وتنقیص کیونکر ایمان ہوسکتی ہے۔ علامہ صبان سنی اسعاف الراغبین ص۱۰۴ بحاشیہ مشارق انوار لکھتے ہیں فرمان صدیقی ارقبوا محمدًا فی اھلبیتہ کی شرح میں کہ حضور کے فرمان اَخۡلِفُوۡنِیۡ فِیۡ اَھۡلِبَیۡتِیۡ کے مطابق ہے یعنی مجھے یاد رکھو کہ ان کو ایذا نہ دو ان کی اہانت نہ کرو۔

(۳۰) علامہ امام یوسف بنہانی قدس سرہ النورانی شرف المؤبد شریف میں لکھتے ہیں۔

امام مناوی فرماتے ہیں کہ حافظ زرندی مدنی کا بیان ہے کہ آئمہ مجتہدین اہل سنّت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو محبت وتعظیم اہل بیت رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں حظ وافر نہ رکھتا ہو اور فخر ظاہر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلۡ لَّاۤ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی اھ

علامہ بنہانی فرماتے ہیں علامہ زرندی مدنی نے علمار مجتہدین مہتدین کی قید اسی لئے لگائی کہ وہ پیشوائے اُمّت ہیں تو جب ان کی یہ صفت ہے تو کسی مومن کو نہ چاہیئے کہ ان کی صفت سے پیچھے رہ جائے۔

اور وصف ایمان افراد اہلبیت سے وجوب محبت وتعظیم کو بس ہے۔ اور بقدر زیادہ زیادہ ہوگی مودۃ میں اسی لئے تو آئمہ مجتہدین مہتدین کو اہل بیت رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ وابستگی وشیفتگی وایثار وجاں نثاری میں بڑا نصیب ملاتھا اور فخر ظاہر پایا تھا۔

چنانچہ دیکھو امام اعظم ابوحنیفہ رح نے حضرت امام ابراہیم بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حسن السبط رض سے موالات کی اور فتویٰ دیا لوگوں کو کہ ان پر لازم ہے کہ بذاتِ خود اُن کے ساتھ رہیں اور آپ کے بھائی محمد رض کے ساتھ اور کہا گیا کہ آپ کے

قید ہونے کا راز در اصل یہی تھا اور بظاہر آپ کا قضا سے باز رہنا اھ (قول) سید محمود محتاج عفو رب ودود کہتا ہے کہ یہ واقعات بعید از قیاس نہیں۔ دیکھئے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ملک مقدس کے رہنے والوں میں سے مشرکین و دشمنی کفار یہ سے رکو ناروا ہی قرار دیا، جس میں پہلوئے ادب و تعظیم باشندگان ملک محبوب بھی موجود ہے اور زمین پر جزیہ نہ لگایا اور کفایہ و کافی وغیرہ بس ہے کہ آپ کی ملکِ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رہنے والوں سے محبت و تعظیم کا یہ عالم کہ اس قدر تواضع کرتے کہ لَمْ یَرَ نَفْسَهٗ كُفْوًا لِلْعَرَبِ باآں علم و فضل و شہرت اپنے آپ کو عرب کا کفو و ہمسر نہ جانتے کیونکہ آپ عجمی فارسی النسل ہیں رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے حالات میں شیخ عطارؒ لکھتے ہیں درس دیتے ہوئے ۱۴ بار ایک روز آپ اُٹھے ایک سید بچے کی خاطر جو کھیلتا تھا ؏

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مگر ادھر ان کی نسبت سے بعض تیرہ بخت بد باطن اور کوڑ مغز فلاں زادگی و چنداں خواندگی کے بہلنے خود حضور اور آپ کی عترت اہل بیت اطہار سے کفایت و ہمسری و اذیت اہانت و تذلیل و تنقیص بے ادبی کے باطل خیال تک سے نہیں چوکتے کہاں تو وہ زمین ادب و عشق کے گل ہائے رنگ رنگ اور کہاں یہ آسمان نحوت و تکبر کے معلم الملکوت کے جانشین ؎

زمینِ چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

(۳۱) "پھر" شرف المؤبد میں حافظ زرندی مدنی رح کا بقیہ بیان اور دیکھو یہ امام مالک ہیں جو دار ہجرت مدینہ طیبہ کے عالم و امام ہیں جنہوں نے موالات کی حضرت ابراہیم بن زید بن علی زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہم سے اور لوگوں کو فتویٰ دیا ان کے ہمراہ خود موجود رہنے کے لزوم پر اور کئی سال اس لئے خود روپوش رہے اور یہ

بھی کہا گیا کہ اپنے محمد برادر امام ابراہیم رضی اللہ عنہ سے موالات کی جن سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔

(۳۲) حافظ زرندی مدنی سے شرف المؤید میں منقول ہے کہ مجھے اس بارے میں امام احمد بن حنبل رض سے کوئی خاص چیز یاد نہیں آتی سوا اس کے کہ آں کمال تقویٰ و باریک بینی و احتیاط کے آپنے یزید بن معاویہ کے کفر پر تصریح فرمائی ہے اور اس پر لعنت کو جائز قرار دیا اور یہ آل محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے گرویدگی و محبت و تعظیم کی ہی وجہ سے ہے اور ثبوت دلیل پر مبنی ہے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ اس کے علاوہ یہ کہ عباسیوں سے دربارۂ مسئلہ خلق قرآن، آپ پر شدت و سختی ہوئی بعد کو آپ کی بریت واضح ہوئی تو دوسرے بادشاہ نے آپ کو اپنا بدلہ لینے کو کہا آپ نے کہا معاذ اللہ میں حضور کے چچا کی اولاد سے ایسا کرنا کیونکر روا رکھ سکتا ہوں بخدا مجھ پر جو کوڑا پڑتا رہا میں اسی وقت جَعَلْتُ ضَارِبِي فِي حِلٍّ میں نے اپنے مارنے والے کو بخش دیا معاف کر دیا کہتا رہا اس شرم و ادب سے کہ کل روز قیامت میرے سبب حضور کے چچا کی اولاد سے کسی کو مواخذہ و گرفت نہ ہو کہ ان کی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے قرابت ہے۔

(حیٰوۃ الحیوان - طبقات شافعیہ کامل - احیاء جامع ص۸۹ وغیرہ)

(۳۳) شرف مؤید میں علامہ زرندی مدنی سے منقول ہے کہ امام شافعیؒ اہل بیت رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبت و تعظیم میں اعلیٰ درجہ پر تھے حتیٰ کہ آپ کو گرفتار کر کے بغداد میں لایا گیا اور اس بارے میں آپ کو وہ کچھ برداشت کرنا پڑا جس کا لمبا چوڑا بیان ہے۔ بلکہ آپ کی حالت یہاں تک پہنچی کہ متعصب گمراہوں نے آپ کو رفض کی طرف منسوب کیا حالانکہ آپ کو اس سے کیا تعلق۔

امام سبکیؒ نے طبقات میں بسند خود متصلاً ربیع بن سلیمان مرادی تک روایت کیا جو کہ امام شافعیؒ کا مجلسی دوست ہے ان کا بیان ہے کہ ہم امام شافعیؒ کے ہمراہ نکلے (حج میں) مکہ شریف سے منا کو جا رہے تھے تو ہم کسی پستی میں نہ اترے اور

بلندی پر چڑھے کہ امام صاحب یوں نہ کہتے ہوں ؎

یَا رَاکِبًا قِف بِالمحصب مِن مّنیٰ

واھتف بساکن حیفھا والنّاھض

سحرًا اذا فاض الحجیج الیٰ منیٰ

فیضا کملتطم الفرات الفائض

ان کان رفضًا حب آلِ محمّدٍ

فلیشھد الثقلان انی رافضی

اے عازمِ راہِ خُدا حاجی منیٰ میں ٹھہرنا

اور حیف کے بیٹھے اٹھے جن انس سے کہنا ذرا

نزد منیٰ احجاج کا پھیلا ہُوا جب سیلاب

نیل و فرات ہوں موج پر اور ملکے ان کا پھیلنا

گر حب آلِ مصطفےٰ ہے رفض نزد منکراں

ہو جائے شاہد ہر کوئی جن انس میرے رفض کا

اور اپنے نص کی محبت و اہل بیت کے فرض ہونے پر چنانچہ فرمایا ؎

یا آل بیت رسول اللہ حبّکم ÷ فرض من اللہ فی القرآن انزلہٗ

ای اھلبیت مصطفیٰ بیشک محبت آپ کی ÷ فرضِ خدا قرآن میں بیشک محبت آپ کی

عزت خُدا داد آپ کی ظاہر نمازوں میں درود ÷ جس کے سوا طاعت نہیں یہ شرف و عظمت آپ کی

دیکھو جو امت کے ہدایت میں پیشوا ہیں اور ان کے آثار و طرق کی پیروی کرو

دربارۂ اہل بیت اولاد رسول کی محبت و تعظیم میں اھ

(۳۴) حضرت سیدنا امام حسن رض و امام زین العابدین رض وغیرھما آئمہ اہل بیت اطہار نے تصریح فرمائی ہے کہ ربانی عروہ رشتہ وثقیٰ اور حبل اللہ المتین ہم اہل بیت رسول ہیں اور لا تعداد اہل علم و صلاح و تقویٰ اہل اسلام کے مجمعوں اور جم غفیر میں خطبہ و خطاب میں یہ ارشاد فرمایا سب نے اسے مسلّم و مقرر رکھا اور تسلیم کیا۔

رف، پس وہ عروہ ثقیٰ کہ جسے ٹوٹنا نہیں اور اللہ کی جبل متین کہ جس کے ساتھ اعتصام و تمسک کتاب وسنت کے فرض و لازم فرمایا اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں بمعیت کتاب وسنت تو ان کی تعظیم و اکرام عزت محبت و اقتدا و اتباع فرائض دین و ضروریات ایمان سے ہے۔ اور ان کی بے تعظیمی بے ادبی تنقیص توہین ایذاء اہانت شدید ناروا سخت حرام اور دین ایمان کی تباہی کا کام ہے۔

(۳۵) اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منافقین ایذا دیتے تھے اور ان کے شان میں بدگوئی کرتے تھے ان کے حق میں پ ۲۲ احزاب ع ۷ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ؕ

بے شک جو ایذا دیتے ہیں ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر کچھ قصور کئے۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ سر لیا۔ تفسیر خزائن العرفان۔ روح التفاسیر)

(۳۶) حضرت فضل وغیرہ بزرگوں کا فرمان ہے کہ درندہ اور ناپاک جانوروں کو بھی ناحق ایذا دینا حلال نہیں تو ایماندار مرد عورتوں کو کیوں کر حلال ہو سکتا ہے۔

اقول اور پھر صالحین کو اور ان سے برگزیدہ لوگوں کو اور ان سب سے بڑھ کر صحابہ کرام کو اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اور آپ کی اولاد پاک کو اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن پر درود و سلام تعظیم و توقیر فرض ہے ان کی ایذا و اہانت تو اللہ و رسول کا مقابلہ ہے۔

(۳۷) ابن السنی عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی شخص کو اس کے نام کے سوا دوسرے نام سے بدل کر بلایا اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں (ارادۃ) تفسیر میں ہے یعنی ایسے لقب سے پکارا جو اسے ناگوار ہو۔

طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور

جس نے مجھے ایذا دی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور سنن ابی داؤد میں کئی ایک صحابہ کرام سے مروی کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا تو روز قیامت اس سے جھگڑا کرنے والا میں ہوں۔

سبحان اللہ یہ نصوص اپنے پیغمبر پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پاک ۔ ان کی اہل بیت اطہار و اولاد کی ایذا و اہانت و قتال و بدسلوکی ضرر رسانی کو حرام و دین ایمان کے کھو دینے والا کام نہیں سمجھا جاتا کہ اس کے لئے ہمیں قلم اٹھانا پڑا مولویوں کے قلم و زبان مفتیوں کے فتوے قاضیوں کی قضا بادشاہوں کے تیغ سنان تسلط و ظلم و ستم بارسوخ لوگوں کی رسائی و رسوخ اور دولتمندوں کی دولتمندی اور دنیا داروں کی دنیا داری کی بربریت کا نشانہ حضور کی اہلبیت بنائی جارہی ہے کہاں ہیں ربانی علماء و مشائخ کہ اپنے نبی کی مظلوم اہل بیت و اولاد پر ناحق ان مظالم کا بدلہ نہ کرسکیں تو روکنے میں مدد دیں اور اگر باوجود توفیق و موقعہ کے اپنی قوت کو اس میں استعمال نہ کریں تو تیار رہوں خدا و رسول کے حضور جوابدہی کے لئے ۔

اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ آرہی ہے آنے والی وہ گھڑی ۔

(۳۸) حاکم ۔ احمد ۔ بیہقی بروایت عبید اللہ ابی رافع مسور بن مخرمہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو حضرت امام حسن ابن علی بن ابی طالب علیہ السلام نے پیغام بھیجا کہ وہ اپنی لڑکی کا حضرت امام حسنؑ سے نکاح کردیں حضرت مسور بن مخرمہؓ نے جواب میں عرض کیا خدا کی قسم کہ کوئی نسب اور رشتہ دامادی مجھے آپ سے بڑھ کر پسند و پیاری نہیں لیکن میں معذور ہوں کہ حضور رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے فاطمہ میرے وجود کا ایک حصہ ہے مجھے شاق ہے جو اسے شاق ہے اور مجھے خوشی ہے جو اُسے خوشی ہے اور آپ کے عقد میں ایک سیدہ ہے جو دختر فاطمہ علیہما السلام ہے اگر آپ کو میں رشتہ دوں تو ضرور یہ امر ان کو ناگوار و شاق ہوگا تو یہی معذرت کرکے چلے گئے ۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۵ ۔ احیاء الادب دفع الشکوک)

(ف) یہ ہے صحابہ کرام کی عقیدت مندی در بارۂ اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ ان کی عقیدت میں یہ رشتہ ہونا وجہ نجات و مغفرت ہے اور موجب ہزار فخر و عزت ہے اور کوئی وجہ اس سے ممانعت ورکاوٹ کی نہیں مگر یہ ایک سیدہ کی ایذا واہانت کا موجب ہوسکتا ہے لہٰذا باوجود دل کی تمنا و خواہش و محبت کے نہ کیا گیا جس سے صاف معلوم ہوا کہ صحابہ جو کہ بہترین افراد امت ہیں ان کے مذہب و اعتقاد میں اگر مشروعات و مباحات بھی کسی طرح اہل بیت رسول کی ایذا کا موجب بنیں تو ان کا کرنا ناروا ہو جاتا ہے۔

(۳۹) صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ص۱۳۶ باخراج دولابی مروی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے خطبہ میں برسر منبر فرمایا۔

اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَیْتِ الَّذِیْنَ افْتَرَضَ اللّٰهُ مُوَدَّتَهُمْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فَقَالَ لِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ه وَاقْتِرَافُ الْحَسَنَةِ مُوَدَّتُنَا اَهْلَ الْبَیْتِ ه

میں ان اہل بیت میں سے ہوں کہ فرض کی اللہ نے ان کی محبت و تعظیم و توقیر و رعائت ہر مسلمان پر پس فرمایا ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اے محبوب آپ فرما دیجئے میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں مانگتا ہاں مودۃ قربیٰ (قرابت داروں کی محبت و رعایت) تو شرعاً مقصود و مفروض ہے اور جو خود نیکی کمائے ہم زیادہ کریں گے اس کے لئے اس میں نیکی خوبی اور اقتراف حسنہ ہم اہل بیت رسول کے لوگوں کی محبت و تعظیم و رعایت میں سے ہی ہے۔

(ف) اوّل یہ آپ نے لاتعداد لوگوں کے مجمع میں خطبہ و خطاب میں فرمایا کسی کا اس پر انکار منقول نہیں تو یہ مضمون اجماعی ہو گیا پس اس کی یہ تفسیر مجمع علیہ ہو گئی۔ دوم محبت اہل بیت رسول دین ایمان کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے

جو کتاب اللہ کی نص اور سنتِ رسول کے صریح بیان سے ثابت ہے۔ قاعدہ شرعیہ ہے کہ جب کوئی شے ثابت ہو تو اپنے لوازمات و متعلقات کے ساتھ ثابت ہُوا کرتی ہے تو لوازمات محبت سے حُسنِ سلوک۔ حفاظت و نگہداشت حقوق و ادائیگی حق واجب۔ بدسلوکی سے احتراز۔ ایذا سے بچنا۔ خدمت گاری و نفع رسانی کرنا۔ بے عزتی کی باتوں سے بچنا تعظیم و عزت کے امور کو بجا للاتے رہنا بھی ہے لہٰذا ایذا و اہانت اہلِ بیت کے سب امور اور صُورتیں کل اہلِ اسلام مومن مسلمان پر حرام و ناروا ہیں۔ محبت دوستی ہے اور ضد اس کی دشمنی ہے، اور بے محبتی سو محبت فرض ہے، اور بے محبتی و دشمنی حرام ناروا حتّٰی کہ فرمایا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مُحَبَّتَ لَهٗ۔

(۴۰) صواعق محرقہ مصنّفہ علامہ امام ابن حجر ہیتمی مکی سنی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۶ حضور کی وصیّت دربارہ اہلِ بیت کے باب میں مرقوم ہے۔

متعدد اسناد معتبرہ قویہ سے حدیث ثقلین لائے ہیں اور لکھا ہے کہ

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ طُرُقٌ كَثِيْرَةٌ عَنْ بِضْعٍ وَعِشْرِيْنَ صَحَابِيًا ۔

یہ حدیث بے شمار طریقوں سے مروی ہے۔ چند اوپر بیس صحابیوں سے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ صَحِيْحَةٍ كَاَنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ فَاَجَبْتُ اِنِّيْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَحَدُ هُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِتْرَتِيْ رَاٰى بِالْمُتنَاتِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلِفُوْنِيْ فِيْهِمَا فَاِنَّهُمَا لَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَنَّهُمَا لَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ سَاَلْتُ رَبِّيْ ذٰلِكَ لَهُمَا۔ فَلَا تَتَقَدَّمُوْهُمَا فَتَهْلَكُوْا وَلَا تَقْصُرُوْا عَنْهُمَا فَتَهْلِكُوْا وَلَا تُعَلِّمُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ اَعْلَمُ مِنْكُمْ ۔

یعنی حدیث ثقلین جس کی بیسیوں صحابہ سے روایت بہت سے طریقوں سے وارد ہے۔ اس کی ایک صحیح روایت یہ بھی ہے کہ فرمایا:۔

(ایسا معلوم ہوتا ہے) جیسا کہ مجھے بُلا یا گیا ہے تو میں نے قبول کرلیا ہے
بے شک ہیں نے تم میں چھوڑا ہے ثقلین (دو عظیم المرتبت چیزوں) کو کہ (ہر)
ایک ان میں سے دُوسری سے زیادہ تاکید والی ہے اللہ عزّ وجل کی کتاب
(جو مجموعہ کتاب وسنت پر مشتمل ہے بنا بر دُوسری روایت کے) اور میری اولاد
(سادات کرام) تو دیکھو تم مجھ سے کیسے پیش آتے ہو ان دونوں کے بارے
میں پس وہ دونوں ہرگز جُدا نہ ہوں تا آنکہ حوض پر مجھے آملیں دُوسری روایت
(صحیحہ) میں ہے اور وہ دونوں ہرگز متفرق نہ ہونگی تا آنکہ حوض پر وارد ہوں میں
نے اپنے رب تعالیٰ سے ان کے لئے یہ مانگ لیا ہے۔

پس تم لوگ ان سے سبقت نہ کرو ان سے آگے نہ (بڑھو) ورنہ تمہاری
ہلاکت وتباہی (دین ایمان) کا موجب ہے۔ اور (ان کے حقوق) میں قصور
نہ کرو ان سے الگ نہ ہو کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کے استاد نہ بنو کہ ان
کو تم سے زیادہ علم ہے۔

(۴۱) مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں لَا دِیْنَ لِمَنْ
لَّا مُرُوَّۃَ لَہٗ جو بے رحمی و رحم پر قابو نہ رکھے وہ دین سے بے نصیب ہے۔

(ف) بس اہل بیت رسول پر بے رحمی ان سے بدسلوکی تباہی دین ہے (نثر اللاٰلی صفحہ)

(۴۲) نثر اللآلی میں فرمایا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا عَہْدَ لَہٗ اس کا ایمان نہیں جسے
اپنے عہد و پیمان کا پاس نہیں۔

(ف) سابقہ کتاب وسنت کی نصوص سے واضح ہو چکا کہ مومن سے عہد لیا گیا
ہے کہ وہ قرابت دارانِ نبوی سے محبّت کرے اور بے محبتی و بدسلوکی سے
ان کو بچائے تو جو اس عہد سے بدعہد ہو کر ثقلین کا موذی و موہن اس کا کیا ایمان
تحفہ کے ۱۲ باب پہچھے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اہل بیت سے بُغض و عداوت سے
لڑنے والا اجماعًا کافر ہے نزد اہلسنت۔

(۴۳) نثر اللآلی میں فرمایا لَا حُرْمَۃَ لِلْفَاسِقِ نافرمان کے لئے از رُوئے

دین ایمان کوئی عزت حرمت نہیں۔

(ف) اہل بیت رسول کو ایذا دینے ان کی توہین کرنے والا قولاً فعلاً بدترین فسق وکفر میں مبتلا ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ مسلمان کو ناحق گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

پس اہل بیت رسول کو ایذا دینے والے اور ان کی اہانت وبے تعظیمی کرنے والوں کے لئے کوئی عزت وحرمت شرعاً نہیں۔

(۴۴) نشر اللآلی میں فرمایا لَا شَرَفَ مَعَ سُوْءِ الْاَدَبِ صاحب شرافت ہو وہ بے ادب نہ ہوگا اور جو بے ادب ہے اس میں شرافت وبزرگی کہاں۔

(ف) پس اہل بیت رسول کے بے ادب گستاخ موذی وموہن دشمن وبدخواہ میں کسی شرافت کا تصور از روئے دین صحیح نہیں بلکہ فتوٰی حامدیہ ج ا میں سادات کرام وعلمائے دین کی اہانت وسب کو کفر اور مرتکب واجب القتل لکھا ہے ص۱۰۳ ملخصاً۔

(۴۵) علامہ نبہانی قدس سرہٗ النورانی اپنی مقدس کتاب شرف المؤید میں حضرت علامہ امام شعرانی کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اپنی کتاب لطائف المنن میں اور مجھ پر جو اللہ تعالیٰ وتبارک کا فضل ہوا اس میں سے یہ بھی ہے کہ مجھے یہ نصیب ہوا کہ میں حضرات سادات کرام حسنی حسینی کی نہایت ہی تعظیم وتوقیر کیا کرتا ہوں۔

اور صحیح النسب سادات تو خود بلکہ ان کی بھی جن کے نسب میں چاہے لوگ طعن بھی کرتے ہوں۔

اور میری سمجھ میں یہ مبالغہ کی تعظیم وتوقیر ان کے حقوق میں سے بعض وکمتر ہے اور یوں ہی علماء اولیاء کی اولاد کی بھی تعظیم وتکریم بدستور شرعی کرتا ہوں اور اگرچہ ان کے قدم استقامت پر نہ ہوں۔ پھر کم سے کمتر درجہ سادات کرام اولاد رسول کی تعظیم ایسی تو ہو جیسا کہ والی مصر یا قاضی عسکر کی کروں۔

(۴۶) اس کے آگے فرماتے ہیں اور منجملہ سادات اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب واکرام سے یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص وہاں نہ بیٹھے فرش یا صف پر جہاں خاندانِ سادات حسنی حسینی سے کوئی اس ممتاز مقام کے برعکس کسی جگہ تشریف فرما ہو۔

(۴۷) اسی کتاب شرف المؤید میں اس کے آگے فرمایا کہ سادات کرام کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اگر وہ کسی سیدہ کو نکاح میں لائیں اور پھر اس کو طلاق ہو گئی یا وہ بیوہ ہو جائے تو اس سے ہم نکاح نہ کریں کہ اس میں ایک گونہ بے ادبی ہے،

(۴۸) آگے بسیدہ سے بحالت ضرورت لابدیہ شرعیہ وبعدم استنقاص کل اولیائ ایسی نوبت معاذ اللہ پہنچے تو اس کے لئے بھی جو شرائط مذکور ہیں اب ان کا بجا لانا امکان نہیں رکھتا لہٰذا اب اس کا تو تصور بھی سوء ادب وخلاف تعظیم منافی دین وایمان ہے، اور اگر کوئی بسوسوسۂ نیت تبرک اس انتہاک حرمت عترت نبویہ میں مبتلا ہو رہا ہو تو اسے بھی علاوہ دیگر اصولی نصائح کے ایک قاعدہ شرعیہ سے تنبیہ فرماکر منع کیا گیا ہے کہ اَلسَّلَامَۃُ مُقَدَّمۃ علی الغنیمۃ کہ حصول منفعت سے دفع مضرت زیادہ ضروری ہے۔

ع

اگر خواہی سلامت بر کنار است

(۴۹) علامہ حمزاوی مشارق الانوار فی فوز اهل الاعتبار مطبوعہ مصر صفحہ ۸۶ بعد اس حدیث کے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار شخص ہیں کہ میں ان کا شفیع ہوں روز قیامت کو۔ میری اولاد کی عزت اکرام کرنے والا۔ ان کی حاجت روائی کرنے والا اور ان کے ضروریات میں سعی کرنے والا جب کہ وہ محتاج ہوں اس کی طرف۔ وَالْمُحِبُّ لَهُمْ بِقَلْبِهٖ وَلِسَانِهٖ اور ان کی دل اور زبان سے محبت کرنے والا۔

لکھتے ہیں اور اہلبیت رسول سادات کرام کے مزید فضل ومحد سے یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے ان کی خدمت گار (حاجت روائی) پر مامور و مقرر فرما رکھے ہیں۔
جیسا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مروی ہے کہ آپ نے ابوذر غفاریؓ کو بھیجا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلا لائیں تو انہوں نے آپ کے گھر جا کر دیکھا کہ چکی آٹا پیسنے کی آٹا پیس رہی ہے اور اس کے پاس چلانے والا کوئی آدمی بھی نہیں تو انہوں نے اس کی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے خبر کی تو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ یَا اَبَاذَرٍ اَمَا علمتَ اِنَّ اِللہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَدْ وُکِّلُوْا بِمَعُوْنَۃِ اٰلِ مُحَمَّدٍ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) ابوذر کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں سیاح ہیں جو مقرر ہیں آلِ محمد کی خدمتگاری حاجت روائی پر۔

(ف) اے مسلمانوں اپنے پیغمبر پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر دل وجان سے قربان ہو دیکھو خدا تعالیٰ کے معصوم نوری فرشتے تو آلِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت گاری وجانثاری میں چکیاں پیسیں اور ان کو اذیت تکلیف و رنج کلفت سے بچائیں۔

مگر کچھ خاکی بندے دین ایمان کے دعویدار بن کر علم یا امارت دولت مال اور معاملہ دنیا و تعلقات دُنیاوی اپنے نفسانی نفع کی خاطر اپنے اثر رسوخ کی پہنچ پھر اُن پر ظلم وستم روا رکھیں زبان ہاتھ دل اور طاقت ومال و دماغ علم وقلم تیغ سناں وغیرہ کے ذریعہ ان کی ایذا واہانت کے سلسلہ جاری کریں اور اپنے ظلم اور بے رحمی وبدسلوکی کی چکیاں ان پر چلائیں سبحان اللہ یہ کام اور یہ دعویٰ ؎

هرگزم باور نمی آید زِ رُوئے اعتقاد
ایں همه را کردن و دینِ پیغمبر داشتن

(۵۰) علماء فرماتے ہیں۔ عرب و قریش وصحابہ انصار کے بغض ایذا واہانت سے منع فرمایا تو اہلِ بیت سے کس قدر ایسا کرنا منع ہوگا۔

(۵۱) علامہ یُوسف بنہانی سنی شرف المؤید لآل محمد شریف میں لکھتے ہیں۔

پس اگر تو مسلمان سنت (راہ حق کا) پیرو ہے تو ان چار آئمہ دین علمائے اسلام

ہیں سے کسی نہ کسی کے طریق پر ہونے سے خالی نہ ہوگا یعنی حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہوگا۔ تو دیکھو کہ وہ باہم دیگر لاتعداد امور میں بہت سا اختلاف رکھنے کے باوجود اس مسئلہ محبت مودۃ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب کے سب متفق ہیں چناں چہ اُوپر نقل ہُوا۔

اور اے میری اس کتاب کو دیکھنے والے صاحب اگر تو یزیدی یا زیادی راہ وروش یا نسب پر ہے تو دیکھ اپنے بڑوں کی جہنمی سیرت وعادت کو کہ پائے گا تو اسے اہل دوزخ کی سیرت وروش اور کھوج لگا ان کے حالات وکردار کا پائے گا تو قابل نفرت و بیزاری باتیں (جو کسی طرح اختیار کرنے کی نہیں)

سو اگر تو عقلمند ہوگا اور دشمنانِ اہل بیت کی روش وعادت پر نہ ہُوا تو تُو ضرور اس حقیقت کو معلوم کرے گا کہ وہ لوگ (اگرچہ تیرے نسباً بڑے ہوں مگر) بے شک بدترین گمراہی پر ہُوئے اور نہایت بُری جہالت پر گذرے ہیں تو ان کے خلاف طریق پر ہوگا اور وُہ روش ہرگز اختیار نہ کرے گا جس پر وُہ تھے تو انجام اس کا یہ ہوگا کہ تو جنت میں داخل ہوگا۔ جو اہل تقویٰ کا مقام ہے پرہیزگاروں کا گھر ہے اور محشور ہوگا ان لوگوں کے زمرہ میں جن پر اللہ کا انعام ہُوا انبیاء، صدیقین شہداء، صالحین میں سے اور اگر تو حق کو نہ ہی مانے اور پچھلے یزیدیوں کی روش کو ہی اختیار کرے جو ظاہر باہر جہنمی ہُوئے ہیں تو تیرا بھی دوزخ اور جہنم ٹھکانا ہوگا پس انہی کا طریق اختیار کر وہی کامیابی تو بھی پائے گا جو انہوں نے حاصل کی ہے انتہائی گمراہوں کی طرف ایک دُوسرے سے آگے بڑھنے سے جو انہوں نے پایا تو بھی پائے گا۔

اور جس طرح وُہ ہلاکت وتباہی کے وبال وعذاب کے مستحق ہُوئے تو بھی ہو جائے گا اور دوزخ کی طرف تو بھی ویسے ہی گھسیٹا جائے گا جیسے وُہ گھسیٹے جا چکے ہیں زنجیروں اور طوقوں میں جکڑے ہُوئے۔

اور تمہیں اب ان دو گھروں کی جانب جانے سے کوئی اور راستہ بچ نکلنے کا نہیں تو اختیار کرو جو چاہو جہاں پہنچو گے وہاں ایک نہ ایک گھر ہوگا جنت یا دوزخ جو تمہارے اختیار

کردہ راستے کا انجام ونتیجہ ہے اھ۔ سو ایک راہ ادب و محبت کی ہے اور دوسری بے ادبی و بے محبتی کی اب آپ کی قسمت اور مرضی ہے جسے چاہو اختیار کرو مگر یاد رہے کہ وہ ایک گھر تک پہنچنے کا رستہ ہے اور کیا تم اسی گھر کا ارادہ رکھتے ہو؟

اعلام وانتباہ

برادرانِ اسلام کو یاد رہے کہ اہل بیت رسول کا معاملہ غیر پر قیاس نہ کیا جائے کہ اہل بیت رسول سے معاملہ خود حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے معاملہ کا حکم رکھتا ہے اور یہ کتاب و سنّت و اجماع و قیاس عقل ونقل کی رُو سے ثابت ہے۔

آیت مودۃ قربیٰ و آیت تطہیر اہل بیت رسول و آیت مباہلہ حضور پاک اور آپ کی آل پاک پر صلوٰۃ وسلام کی آیت صلوٰۃ وہ آیت جس میں ہے کہ حضور مومنوں کی جان سے اولیٰ ہیں اور آپ کی نسبت والی تمام بی بیاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔ اور وہ فرمانِ الٰہی کہ تمہارے لئے اگلے پچھلے مغفور ہیں اور آیتِ فرضیت تعزیر وتوقیر ہر لحاظ سے تعظیم وادب لازم ہے وغیرھا آیاتِ قرآنیہ اور کتاب اللہ کی اعلیٰ تفسیر سنت نبوی حدیث ثقلین اور حدیث لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ٥

اور یہ حدیث کہ سکھاؤ اپنی اولادوں کو تین خصلتیں اپنے نبی کی محبت اور ان کی اہلبیت کی محبت اور قرآن پاک کی تلاوت کہ حملۂ قرآن قیامت کو ظلِ عرش میں ہوں گے جبکہ اسی کا سائیہ ہوگا اور وہ حدیث جس میں فرمایا۔ دربارۂ اہلبیت اطہار خُلِقُوْا مِنْ طِیْنَتِیْ وَرُزِقُوْا فَھْمِیْ وہ میرے خمیر سے مخلوق ہیں اور میرا فہم انہیں نصیب ہُوا ہے۔ اور وہ حدیث کہ فرمایا کیا حال ہے ان شخصوں کا کہ کہتے ہیں رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کچھ نفع نہ دے گی ان کی قوم کو وَاللّٰہِ اِنَّ رَحِمِیْ مَوْصُوْلَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ خدا کی قسم میری قرابت دنیا اور آخرت میں پیوستہ (ملائی ہُوئی) ہے اُسے حاکم نے ابی سعید خدریؓ سے روایت کیا۔

اور امام ابن حجرؒ نے اسے صحیح تسلیم کیا ہے اپنے مقام پر اور وہ حدیث کہ فرمایا۔ اُخْلُفُوْنِیْ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ مجھے میرے اہلبیت کے ہر معاملہ میں یاد رکھنا اور وہ حدیث حدیث ثقلین میں جو فرمایا فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْهِمَا پس دیکھو تم بعد میرے ان کے معاملہ میں مجھے کیسے یاد رکھتے ہو۔ اور یہ حدیث کہ فرمایا اَشَدَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ اٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ غضب الٰہی جوش میں آتا ہے اس پر جو ایذا دے میری اولاد کے بارے میں (مقامع السنیہ بحوالہ دیلمی (احیاء المیت) اور وہ حدیث کہ جس نے مجھ پر درود پڑھا اور میری آل پر نہ پڑھا تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَلَمْ یُصَلِّ عَلٰی اٰلِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ اور یہ حدیث کہ فرمایا اے علی بے شک پہلے وہ چار جو بہشت میں داخل ہوں گے۔ اَنَا وَاَنْتَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَ ذَرَارِیْنَا خَلْفَ ظُهُوْرِنَا ہیں اور تم اور حسن و حسین اور ہماری اولادیں ہمارے پیچھے پیچھے ہوں گی' (اس کو ابن عساکر نے علیؓ سے اور طبرانی نے کبیر میں ابی رافعؓ سے روایت کیا ہے (ارادۃ الادب) اور وہ حدیث کہ محب الدین امام طبریؒ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عِتْرَةُ رَسُوْلِكَ فَهَبْ مُسِیْئَهُمْ لِمُحْسِنِهِمْ وَهَبْهُمْ لِیْ الٰہی وہ تیرے رسول کی اولاد ہیں تو ان کے گنہ گار نیکو کاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہبہ فرما دے۔ پھر فرمایا فَعَلَ مولا تعالٰی نے ایسا ہی فرمایا۔ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا مَا فَعَلَ حضور کیا فرمایا ہے ارشاد فرمایا فَعَلَهٗ رَبُّکُمْ بِکُمْ وَیَفْعَلُهٗ بِمَنْ بَعْدَکُمْ یہ تمہارے ساتھ کیا اور جو تمہارے بعد آنے والے ہیں انؐ سے بھی ایسا ہی کرے گا (ارادۃ الادب)

تنبیہہ یاد رہے کتاب و سنت و آثار میں جہاں بھی نسب خاندان، ذات کے نفع سے نفی معلوم ہوتی ہے وہ ان لوگوں سے متعلق ہے جن میں دین ایمان اصلاً نہ ہو یعنی کفار و منافقین کے حق میں ہے دین ایمان رکھنے والوں پر اسے لگانا ناروا اور صریح ظلم ہے اور نسب سے سوال نہ ہونا قیامت میں ایک

خاص کیفیت وحالت کے متعلق ہے اور وہ صعقہ اولیٰ ہے۔
اور پھر جب نفخہ ہوگا تو اس کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَتَسَاءَلُونَ تو وہ کھڑے اور باہم سوال کریں کہیں گے۔ مگر ہمارے حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا نسب وسبب شریف تو دونوں عالم میں منقطع ہونے ٹوٹنے اور بے قطع ہونے سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ و مستثنیٰ بنایا ہے۔ چنانچہ کتاب وسنت وآثار اس پر شاہد ہیں۔

اس سے کئی لوگ لاعلم ہیں اور اہلبیت رسول سادات کی توہین کر بیٹھتے ہیں۔ جو سخت ناروا اور ظلم ہے جو ایسا کرتے ہیں وہ نفع مطلق اور نفیِ مطلق میں فرق و امتیاز نہیں رکھتے۔ اور وہ حدیث صحیح کہ فرمایا مومن نہیں ہو سکتا کوئی بندہ جب تک کہ میں اُسے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اپنے آپ سے اور میری اولاد اپنی اولاد سے اور میرے اہلِ بیت اپنے گھر والوں سے اور میری ذات اپنی ذات ونسب سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔ اور وہ تمام احادیث وارشادات مقدسہ جن کا حاصل یہ کہ اہلبیت کی بدگوئی۔ گالی۔ ایذا۔ اہانت۔ دُکھ۔ تکلیف ضرر۔ لڑائی جھگڑا۔ حرب قتال۔ بدخواہی۔ بداندیشی۔ بے حُرمتی۔ بے ادبی۔ بے تعظیمی۔ بدسلوکی اور ان امور کا عکس وخلاف جو اہلِ بیت رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ہو خُود حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہی ساتھ ہے۔

ان آیات واحادیث کے مضمون سے بخوبی یہ ثابت ہُوا کہ اولاد رسول اہلبیت اطہار سادات کرام کے معاملہ وحقوق کو خود حضور نبیٔ اکرم ہادئ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اپنے معاملہ وحقوق کے حکم ومعنی میں جاننا ماننا چاہیئے جُداگانہ وعلیحدہ ہرگز نہ سمجھا جائے اور یہ ایک حقیقت و امر واقعہ ہے جس سے انکار سلامتی دین وایمان کے ساتھ ممکن نہیں۔

اور کتاب وسنت کے بعد اس پر بزرگانِ دین ومشائخ اسلام وعلمائے کرام وصلحائے عظام کے اقوال: واں سے بھی بخوبی شہادت ملتی ہے جو لامحالہ کتاب و

سنت پر ہی مبنی ہیں چنانچہ علامہ زرقانیؒ شرح مواہب ج ۱ ص۹ مطبوع مصر میں بخاری ومسلم کی حدیث صحیح لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ہ کے ماتحت لکھتے ہیں اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَثْبَتَ لِاَقَارِبِہٖ مَا اَثْبَتَ لِنَفْسِہٖ عَلٰی ذَالِکَ شَفْقَۃً مِّنْہُ عَلَیْنَا۔ یعنی اس مضمون حدیث شریف کی ہدایت میں حضور ہادیٔ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ نے بحیثیت ہادیٔ عالمین ہونے کے اور بفحوائے رحمۃ للعالمین ہونے کے ہم تمام افرادِ امت کو ایک اہم ہدائت فرمائی ہے جس کے ضمن میں حضور پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے بیانِ وحی ترجمان میں اپنے اہلِ قرابت کے لئے بھی ان حقوق وآداب رعایت کا واجب ولازم ہونا ثابت فرمایا جو بعینہٖ خود اپنے لئے باذنِ الٰہی ثابت فرمائے ہیں اور ایسا کرنے میں آپ کی ہم افرادِ امت پر کمالِ شفقت ومہربانی ہے۔

فرمانِ صدیقی

اس مضمون ومفہوم مقدس کی تفہیم وتعلیم کے سلسلے میں بہترین صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا فرمان جامع ومانع بخاری میں ہے۔ اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا فِیْ اَھْلِبَیْتِہٖ حضور کا لحاظ و پاس خاطر رکھو۔ آپ کی اہلبیت اطہار کے تمام لوگوں کے ہر امر ومعاملہ میں یونہی دیگر صحابہ کرام کا بھی حال ہے چنانچہ اہل علم پر مخفی نہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ وشافعیؒ کے متعلق لکھا ہے کہ درس کتاب وسنت دیتے ہوئے متعدد بار ایک بچے کی تعظیم کو اٹھے دریافت پر فرمایا کہ یہ سیدزادہ صاحب اولادِ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں سبحان اللہ کیا ایمان ودین پایا ان حضرات نے کہ ایسے حال میں بھی ان کو اولادِ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعظیم وعزت نہ بھولی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا یہ حال کہ مسئلہ خلقِ قرآن کے غلط عقیدہ کے مقابلہ کے سلسلے میں عباسیوں سے قید اور مار پیٹ برداشت کی لکھا ہے کہ جب آپ کو کوڑے مارے جاتے تھے تو مارنے والا جونہی کوڑا مار کر اٹھاتا تو آپ یوں کہتے جَعَلْتُ ضَارِبِیْ فِیْ حِلٍّ۔ اے اللہ میں نے مارنے والے کو معاف کر دیا پھر بیہوش ہو گئے اور اٹھا کر گھر لائے گئے ہوش آنے پر پوچھا گیا کہ اس وقت یہ کیا کہتے تھے۔ فرمایا عباسی چونکہ نسباً حضور سید عالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا مبارک کی اولاد و اہلبیت میں سے ہیں لہٰذا مجھے گوارا نہ ہوا کہ کل قیامت کو میرے سبب سے انہیں جواب دِہ ہونا پڑے۔ سبحان اللہ کہاں وہ اربابِ ادب و عشق اور کجا آج کل کے مدعیانِ علم و فن ادب و عشق سے مطلق بے نصیب کہ ناخواندہ لوگوں میں بھی جو ادب و عشق کے معاملے پائے جاتے ہیں یہ لوگ ان کو اپنے علم و فن کی مدد سے گم کرنا چاہتے ہیں۔ ایسوں پر ہی صادق آتا ہے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرْ بعض دفعہ علم موجب قرب و رضا ہونے کی بجائے باعث دوری و غضب بھی بن جاتا ہے لیکن دنیا ان مقدس دین ایمان والوں سے بھی بحمد اللہ ہنوز خالی نہیں جو اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آداب و حقوق سے بیگانہ نہیں۔ زبدۃ الانساب وغیرہ میں بحوالہ بحر مورود اور عہود و مواثیق لکھا ہے کہ حضرت امام شعرانیؒ فرماتے ہیں۔

فَمَنْ اٰذٰی شَرِیْفًا فَکَاَنَّمَا اٰذٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَمَنْ کَفَّرَ شَرِیْفًا فَکَاَنَّمَا کَفَّرَ عَضْوًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ تَعَیُّنٍ فَیَنْسَحِبُ الْحَالُ عَلٰی بَعْضِ ذَاتِہِ الشَّرِیْفَۃِ کُلِّھَا اھ (مقامع ص۸۴)

پس (کتاب و سنت و آثار کی روشنی میں معلوم ہوا کہ) جو کسی سید مرد و زن) کو ایذا دے تو اس نے ایذا پہنچایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو

اور جس نے کسی بھی سید (فرد) کو کافر کہہ دیا یعنی اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا تو ایسا کرنے میں اس نے گو حضور پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کسی اندام پاک پر کفر کا فتویٰ لگا دیا بلا تعیّن بس پہنچتا ہے۔ یہ معاملہ بعض کی ایذا و اہانت و بے ادبی کا کل اور اصل کی جانب یعنی اولاد کی ایذا و اہانت تکفیر پہنچتی ہے خود حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات پاک تک معاذاللہ تو جس طرح حضور کے بدن پاک کے کسی حصہ کی بے ادبی و توہین و تکفیر جائز و حلال نہیں تو عین اسی طرح آپ کی اولاد سادات کرام حسنی حسینی کی توہین ایذا و تکفیر تفسیق تضلیل بھی جائز و حلال نہیں کہ خود آپ کی ذات پاک سے متعلق ہے۔ اس میں بے پرواہی سخت ہی خطرناک ہے جس کی آج کل بعض نام نہاد علماء و متصوف پرواہ نہیں کرتے اور نہیں سوچتے کہ اس تحکم کا انجام کہاں تک پہنچتا ہے۔

منافع السنیہ ص۶۲ مطبوعہ لاہور بحوالہ عہود و مواثیق مرقوم ہے کہ بحالت ضرورت لابدیہ شرعیہ بھی کسی غیر سید کو سیدہ سے مناکحت میں مبتلا ہونے سے بچنے کی تاکید کے سلسلے میں علماء اسلام و مشائخ کرام نے ارشاد فرمایا ہے۔

لِاَنَّهَا بُضْعَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَوْ سَاءَ اَدَبَهٗ عَلَيْهَا فَكَاَنَّهٗ فَعَلَ ذٰلِكَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَبَتَ هٰذَا الْحُكْمُ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا ثُمَّ هُوَ لِذُرِّيَّتِهَا مِنْ بَعْدِهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

کیونکہ سیدہ حسنیہ حسینیہ تو بسبب اولاد ہونے کے ذات پاک سید عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسم پاک کا ٹکڑا ہے تو جس نے اسے ناخوش کیا یا اس پر دار و گیر کی شدت سختی کی تو اس نے یہ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات پاک کے ساتھ کیا اور تحقیق یہ حکم بموجب حدیث صحیح اَلْفَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِنِّیْ الخ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے قطعاً ثابت ہوا اور پھر یہی حکم

ان کے بعد ان کی اولاد سادات کرام حسنی حسینی کے لئے تاقیامت ثابت ہے۔

بس ہر وہ امر کہ جس میں سادات کرام اولاد رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایذا و اہانت و بے ادبی ہو وہ حلال و روا نہیں کہ اس میں عین ذات پاک سرور کائنات محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایذا و اہانت بے ادبی ہوتی ہے سو چاہے کسی جائز ومباح کام و امر کے ہی ضمن میں ایسا ہوتا ہو تو بھی جائز نہیں چنانچہ نووی شرح مسلم میں حدیث الفاطمۃ بضعۃ منی الخ کے تحت مذکور ہے کہ علماء کا بیان ہے۔

فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ تَحْرِيْمُ اِيْذَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِكُلِّ حَالٍ وَّ عَلٰى كُلِّ وَجْهٍ وَاِنْ تَوَلَّدَ ذٰلِكَ الْاِيْذَآءُ مِمَّا كَانَ اَصْلُهٗ مُبَاحًا وَهُوَ حَيٌّ وَهٰذَا بِخِلَافِ غَيْرِهٖ ٥

خلاصہ مطلب یہ کہ آیاتِ قرآنیہ کے مطابق اس حدیث کے مضمون سے علمائے اسلام نے یہ اصول وکلیہ معلوم کیا ہے ایذا و اہانت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حرام ہے چاہے وہ کسی مباح اور مشروع امر ہی کے باعث ہو تب بھی روا نہیں اور حضور زندہ ہیں یہ حکم حضور کی خصوصیت ہے بخلافِ غیر کے۔

یعنی جو مباح ومشروع امر بھی کہ حضورِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایذا و اہانت و بے ادبی و ضرر کا موجب ہے تو وہ مباح ومشروع حرام ہو جاتا ہے اس علت سے — اہل علم و فہم کے لئے یہ مقام غور وفکر ہے کیونکہ اکثر ایسا دیکھنے سننے میں آتا ہے کہ بعض مدعیانِ علم وفن قلم اور زبان کے گھوڑے اس میدان میں دوڑاتے ہوئے باک تک نہیں رکھتے اور یاد نہیں کہ

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

کہ اپنی تیار کردہ مرضیاتِ نفسانیہ میں کسی فریہ بلا مریہ بات میں بھی سادات کرام سے کسی کو خلاف پایا گمان کیا بے دھڑک ان کی تکفیر تضلیل تفسیق کر دی یا ان سے

جنگ جدال پر کمر بستہ ہو گئے اور ان کی اہانت و ایذا و مخالفت کے خطرناک انجام کو بھی خطرہ میں نہیں لاتے اور نہیں سوچتے کہ یہ معاملہ آخر کہاں پہنچتا ہے۔ ہاں البتہ حدود شرعیہ و ضروریات دینیہ قطعیہ میں کسی کی رو رعایت از خود کرنے کی گنجائش نہیں حدود و ضروریات کے علاوہ ذی مرتبہ لوگوں کے حق خوبی کے قبول اور مساوی سے درگذر کرنے کا ارشاد خود حضور شارع علیہ السلام سے منصوص و ثابت ہے تو ان سے بڑھ کر کون ذی مرتبہ و ذوی الہیبات و مستحق رعائت درگذر ہو سکتا ہے اہل علم حضرات کرام کی اصلی اور مستند فضیلتیں کیا کم تھیں مگر پھر بھی صاحب غرض حضرات نے کیا کیا نہ کتر بیونت کرتیار کر مارا جو مضحکہ خیز ہے مگر دوسرا بطرف اہل بیت اطہار کے متعلق بھی بعض کوتاہ اندیشوں نے یہی روش اختیار کی جو خود بے حقیقت تو تھی مگر اس کی زد میں روایات صحیحہ تک سے بعض منچلے حضرات بآسانی منہ پھیر لیتے ہیں اور تیور بدل جاتے ہیں اور اپنے ہاں وہ سب تراشیدہ و خراشیدہ خرافات بھی قابل بحث نہیں اور ادھر کتاب و سنت سے ثابت اصول و قواعد پر مبنی مضمون بھی مورد رفض تشیع بنا لینے کو بس ہے ایسوں ہی کے حق میں کہا گیا ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ہمیں کسی کی ذات پر حرف گیری ہرگز مقصود نہیں مگر اتنا گذارش کرنا ضرور ہے کہ حدود و ضروریات دینیہ قطعیہ میں تو کسی کا کچھ لحاظ پاس ناحق نہیں مگر دیگر امور میں اہلبیت رسول کے ساتھ معاملہ عین حضور پاک کے ساتھ معاملہ کا حکم رکھتا ہے اس میں لاپرواہی دین و ایمان کے منافی و خلاف ہے اور اس پر کتاب و سنت و واقعات شاہد ہیں چنانچہ امام شعرانی "بحر مورود" میں فرماتے ہیں کہ مجھے شریف بن امیہ بن خطاب نے بتایا کہ کاشف مغیرہ نے ایک سید صاحب کو مارا اسی رات کو خواب میں حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ حضور اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ حضور

اعراض فرماتے ہیں ارشاد فرمایا۔
تَضْرِبُنِیْ وَ اَنَا شَفِیْعُكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تم مجھے مارتے ہو اور حالانکہ میں تمہاری روز قیامت شفاعت کرنے والا ہوں اس نے عرض کیا حضور معاذ اللہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے ایسا کیا ہو۔
فرمایا أَمَا ضَرَبْتَ وَلَدِیْ کیا تم نے میرے بیٹے (سید) کو نہیں مارا ؟
تب اس نے عرض کی بے شک یارسول اللہ یہ تو مجھ سے سرزد ہُوا آپ نے فرمایا۔ مَا وَقَعَتْ ضَرْبَتُكَ اِلَّا عَلٰی ذِرَاعِیْ هٰذَا تم نے جو بھی وار کیا وہ میرے اس بازو ہی پر تو کیا پھر اپنا بازو مبارک کھول کر دکھایا کہ سُوجا ہُوا اور ضرب کے نشان لگے ہُوئے تھے۔
حضرت شیخ محقق کا واقعہ ہے کہ ایک مبتلا سید صاحب سے اعراض کر کے گذرے حضوری نصیب ہونے پر اُن سے اعراض فرمایا گیا معذرت خواہی کے ساتھ دریافت کیا حضور مجھ سے کیا قصور ہُوا کہ آج اعراض فرمایا جارہا ہے۔ جواب ملا تم نے ہمارے بچے سے نفرت کر کے مُنہ پھیرا (حاصل یہ کہ اس کی حالت ابتلا میں ہماری قرابت کا لحاظ پاس نہ رہا اور اعراض کیا)
معافی چاہی اور آکر سید صاحب معاملہ سے بکمالِ ادب معذرت خواہی کی واقعہ و قصہ سے باخبر ہو کر سید صاحب نے بھی رجوع کیا اور صالح بن گئے تو ان پر بھی شفقت و کرم فرمایا گیا اور شرف قبول پایا۔ اس قسم کے واقعات لاتعداد ہیں۔
بحر مورد و ینابیع کا باب ۲۶ ملاحظہ ہو اور کتاب توثیق عری الایمان وغیرہ۔
کتاب ینابیع المودۃ شریف مصنفہ حضرت علامہ سلیمان قندوزی سنی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی جلد دوم مطبوعہ مصر ص ۳۹۳ میں کتاب توثیق عری الایمان سے منقول ہے کہ علی بن عیسٰی وزیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں سادات کرام سے حسن سلوک کیا کرتا اور احسان کا معاملہ کرتا تھا۔ مدینہ طیبہ کے سادات کرام کو اتنی پیشکش کیا کرتا جو انہیں مع عیال کھانے اور لباس وغیرہ کو سال بھر کافی ہو یہ ماہ رمضان میں دیا کرتا تھا

ان میں ایک بوڑھے سید صاحب کاظمی تھے میں انہیں ہر سال پانچ سو درہم دیا کرتا۔
ایک دن ان کو دیکھا کہ سر بازار بیہوش پڑے تھے اور ان کو قے ہو گئی حسب معمول پھر
جب رمضان آیا تو وہ سید صاحب میرے پاس آئے اور وہ پیش کش طلب کی تو میں نے
ان کو کچھ نہ دیا۔
پھر اسی شب کو سویا تو حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھ سے منہ مبارک
پھیر لیا ہے میں نے عرض کیا حضور میرا کیا قصور ہے جو حضور منہ پھیر رہے ہیں فرمایا —
مَنَعْتَ عَطِيَّةَ وَلَدِیْ فُلَانًا تم نے میرے فلاں بیٹے کی پیش کش بند کر لی ہے میں
نے عرض کیا حضور میں نے اسے یوں جائز جان کر کیا ہے کہ میں کہیں ان کو گناہ پر
مدد دینے والا نہ بن جاؤں۔
فرمایا تم اسے یہ اس کی خاطر دیا کرتے تھے یا میری خاطر میں نے عرض کیا حضور کی
خاطر سے ہی دیا کرتا تھا۔ جب میں نیند سے اٹھا تو ان سید صاحب کو بلا بھیجا وہ تشریف
لائے تو بجائے پانچ ہزار کے دس ہزار درہم دیئے انہوں نے پوچھا وزیر صاحب
میری پیش کش میں اس فرہادتی کا کیا سبب ہے۔ میں نے عرض کیا ٹھیک ہی ہے آپ
خوش باش تشریف لے جائیے انہوں نے قسم کھا کر فرمایا میں واپس نہ جاؤں گا جب
تک یہ نہ بتا دو کہ قصہ کیا ہے۔
تو میں نے جو خواب میں دیکھا تھا ان سے ذکر کیا وہ رو پڑے کہنے لگے میں
نے حضور الٰہی میں توبہ کی پھر ایسا نہ کروں گا۔ یہ نامناسب ہے کہ میری وجہ سے میرے
جد اعلیٰ تم سے تقاضا فرمائیں پھر وہ صالح مرد ہو گئے توبہ پر قائم رہے اور متقی ہو گئے
نیا بیع میں یہیں بحوالہ عقد ثمین لکھا ہے۔ محمد بن عمر بن یوسف انصاری قرطبی والی
مصر کے پاس تھے سادات کو بہت کہہ بہت چاہتے اور عزت کرتے۔ اس کا
سبب یہ ہوا کہ سادات میں سے ایک کا انتقال ہوا جو کبوتر اڑایا کرتے تو محمد
قرطبی انصاری ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے نہ گئے اس خیال سے کبوتر باز تھے خواب
میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ فاطمہ زہرا علیہا السلام

بھی ہیں مائی صاحبہ نے محمد قرطبی سے اعراض فرمالیا ہے اور ان کو تنبیہہ فرمائی اُمَّا یَسَعُ جَاھُنَا مُطِیْرًا کیا اس اڑانے والے کے معاملہ میں ہماری خداداد عزت وکرامت بس نہیں۔ نیابیع ج ۲ ص۳۹۳ وص۳۹۴ پر مرقوم ہے امام مقریزی نے یعقوب بن یوسف مغربی سے بیان کیا کہ وہ مدینہ طیبہ ماہ رجب ۸۱۷ھ میں تھے کہ ان سے شیخ عابد محمد فارسیؒ نے بیان کیا کہ میں سادات حسینی کے بعض افعال وکردار کو ناگوار رکھتا تھا جو ان سے اہل سنت پر تعصب سے ظاہر ہوا کرتے تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جب کہ میں مسجد نبوی میں تھا آپ نے فرمایا اے فلاں شخص۔

مَالِی اَرَاکَ تَکْرَهُ اَوْلَادِیْ کیا سبب ہے کہ میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو میری اولاد کو مکروہ (ناپسند) جانتا ہے میں نے عرض کیا حضور ان کے اہل سنت پر تعصب کے باعث یہ ہوا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فقہی مسئلہ سے مجھے سمجھایا کہ اگر کسی کے بیٹے میں تعصب ہو تو کیا وہ اس سبب سے اس کا بیٹا نہ رہیگا؟ اور ص۳۹۲ پر لکھا ہے اور ایسا ہی توشیح عری الایمان میں جو علامہ بازری کی تصنیف ہے کہ نصیر بن احمد والی خراسان نے بلخ پر ایک بلخی کو عامل (حاکم) مقرر کیا۔ایک دن نصیر دوپہر کو سویا کہ اتنے میں ایک سیدہ مظلومہ ستم رسیدہ آئی اور کہا کہ میں بلخ سے آئی ہوں اور وہاں کے عامل کی شکایت لائی ہوں۔ شاہ خراسان کو اس سے خبردار کرنا ہے طغناج نامی دربان نے کہا یہ وقت تو پیشگی کا نہیں بادشاہ سویا ہے۔ پھر فکر کیا ہے اور دل میں کہا کہ کیسے لوٹادوں اولاد رسول سیدہ کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی خراسان پر پیشگی سے پس اندر گیا تو اسے سوتا پایا اور سرہانے تلوار رکھی ہے پھر لوٹا آیا پھر گیا سوتا دیکھ کر واپس آیا یونہی کئی بار کیا حتّٰی کہ بادشاہ اس سے خبردار ہو کر فکر مند ہوا اور گمان کیا کہ وہ اس پر کوئی فریب نہ کرتا ہو تلوار لے کر اٹھا اور بولا کس سبب تم نے ایسا کیا اس نے قصہ بیان کیا تو سیدہ کو اندر پیشگی کی اجازت دی انہوں نے عامل بلخ کی شکایت بیان کی امیر خراسان نے سیدہ صاحبہ کے لئے دس ہزار درہم اور ایک خچر اسباب سے

لدی ہوئی اور تین جوڑے کپڑے دینے کا حکم دیا اور ان کے لئے ایک حکمنامہ لکھا عامل
بلخ کے نام کہ ان کا احترام بجالائے اور احسان کرے۔

تو خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا دیے آپ نے فرمایا حَفِظَ
اللّٰہُ حُرْمَتَكَ كَمَا حَفِظْتَ حُرْمَتِيْ اور اللہ تمہاری آبرو رکھے جیسا تم نے میری
آبرو رکھی تو وہ جاگا اور اپنی خواب کو لوگوں سے بیان کیا پس سب علماء کو جمع کیا
اور سب بستیوں کو لکھا کہ آل نبی اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا احترام کریں،
اور ان سے احسان کا معاملہ کریں۔

اس پاکیزہ کتاب میں یہاں ایک باب ۶۶ ایسے متعدد اور مستند واقعات کا درج ہے
جس سے یہ نقل ہوا پس اہلبیت رسول سے دوستی یا دشمنی ہو حضور سے ہے یہ یاد رکھنا
چاہیئے۔

یَرْجِعُ الْحُبُّ مِنْهُ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ
تَعَالٰى وَمِنْهُ فِيْهِ الْقِلَاءُ
مَنْ يُّحِبُّ الْحَبِيْبَ فَهُوَحَبِيْبُ!
وَعُدَاةُ الْمُحِبِّ هُمْ اَعْدَاءُ

حضرت امام شعرانی قدس سرہٗ النورانی کتاب عہود و مواثیق میں لکھتے ہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ مَرْتَبَةَ الشُّرَفَاءِ اَعْلٰى مِنَّا اِخْتِصَاصًا اِلٰهِيًّا لَا بِعَمَلٍ
عَمِلُوْهُ وَلَا بِخَيْرٍ قَدَّمُوْهُ بَلْ بِسَابِقِ عِنَايَةٍ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى
عَزَّ وَجَلَّ ـ فَنِهَايَةُ مَا يَصِلُ اِلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ دَرَجَاتِ
الْقُرْبِ الْمُكْتَسَبَةِ دُوْنَ دَرَجَاتِ الشُّرَفَاءِ بِيَقِيْنٍ وَتَامَّلْ اَوْلَادُ
الرَّجُلِ وَهُمْ حَوْلَهٗ فِيْ دَارِهٖ تَجِدُ هُمْ اَقْرَبُ مِنْ اَخْوَانِ وَالِدِهِمْ
وَحَضْرَةُ رَسُوْلِهٖ اللّٰهِ وَاَوْلَادِهٖ هِيَ حَضْرَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا قُرْبَ
من احد ابداً ہ سادات کرام اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مرتبہ
ہم باقی سب لوگوں سے باختصاص الٰہی اعلیٰ ہے نہ کسی عمل کی بناء پر جسے انہوں نے کیا

ہو اور نہ کسی خیرات کے موجب اور صدقہ کی بناء پر جو انہوں نے پیش کیا ہو بلکہ محض سابقہ ازلی عنایت و انتخاب الٰہی ربّی سے اور کرم و فضل خداوندی سے ہے۔

پس غائت مَافِي الشَّبَاب باقی تمام اہل اسلام جن اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب و درجات کو پہنچتے ہیں قرب الٰہی میں زہد و ریاضت کما کماکر اور کسب تقویٰ سے وہ سب کے سب کہیں نیچے ہیں درجات و مراتب سادات آلِ رسول سے یقیناً اور غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد آدمی کی جو اس کے گرد اور صحبت و معیت میں رہتے ہیں اور اہل خانہ ہوتے ہیں تم ان کو ان کے اخوان والد سے زیادہ قرب والے پاؤگے۔

پس حضور اور آپ کی اولاد اہل بیت کے لوگ حضور الٰہی میں اقرب الخلائق الی اللہ ہیں کہ حضرت خداوندی میں کوئی اور ان سے زیادہ قرب نہیں رکھتا اور ایمان ایقان و عرفان کے بغیر اس کی حقیقت تک رسائی نہیں ہوسکتی عقل و علم محض تو یہاں رسا نہیں بلکہ اس سے قاصر و عاجز ہیں اور یہ تو فرع و جزہیں ذات کریم حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ان کے اختصاص برگزیدگی اور شرف و فضل بے نہائت کی حقیقتہ و کنہ تک درک و رسائی تو ممکن ہی نہیں کہ عالمین میں فضل و شرف کا مدار تو ناہی ان کی نسبت و قرب پر ہے اور ان کے اپنے شرف و قرب تک کس کی رسائی ہو

عارف کبیر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ حضور میں عرض رساں ہیں۔ ؎

تَخَيَّرَكَ اللّٰهُ مِنْ آدَمٍ
فَلَا زِلْتُ مُنْخَدِرًا اَثَرْ تَقِيْ

اور امام شہاب الدین احمد قسطلانیؒ مواہب لدنیہ شریف میں لکھتے ہیں۔

هُوَ خَزَانَةُ السِّرِّ وَمَوْضَعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ فَلَا يُنْفَذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْهُ وَلَا يُنْقَلُ خَيْرٌ اِلَّا عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

حضور خزانہ رازِ الٰہی ہیں اور جائے نفاذِ امر خداوندی پس کوئی امر نافذ نہیں ہوتا مگر انہی کے دربار سے اور کوئی نعمت و خیر نہیں ملتی کسی کو مگر ان ہی کی سرکار سے۔

اور حضرت عارف کبیر وشہیر محی الدین ابن عربی قدس سرہ السرمدی یوں عرض رساں ہیں ؎

أَلَا بِأَبِي مَنْ كَانَ مَلِكًا وَسَيِّدًا
وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ وَاقِفٌ
إِذَا رَامَ أَمْرًا لَا يَكُوْنُ خِلَافُهٗ
وَلَيْسَ لِذٰلِكَ الْأَمْرِ فِي الْكَوْنِ صَارِفٌ

قُلْتُ ؎

میں باصل تجھ پہ فدا رہوں ارے مالکا ارے سیدا
تری سروری ترا ملک تھا نہ نشانِ آدم و انس تھا
تو حبیبِ مالکِ ملک ہے نہ خلاف ہو ترے امر کا
نہیں تیرے حکم کا پھیرنا تو امیر کون و مکان کا

فائدہ جلیلہ

علامہ کھلابٹی اعلی اللہ تعالیٰ مقامہٗ نے ایک استفتاء بنام فقیر ارسال فرمایا جس کا خلاصہ یہ کہ زید کہتا ہے کہ غیر سید قریش اور سید ہمکفو ہیں باہم نکاح درست ہے اور لفظ سید و شاہ کا اطلاق بھی دونوں پر روا ہے اور ابن آثال و سعدؓ پر اطلاق سید سے استدلال کرتا ہے عمر اسے ناروا کہتا ہے دونوں میں سے کون برسر حق ہے جس کا مدلل جواب مولانا کی طرف ارسال کر دیا گیا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ کہ غیر سید قریش کو خود سائل غیر سید تسلیم کرتا ہے تو پھر وہ سید نہ ہوئے اور از روئے ادلہ بھی یہی صحیح ہے اور کوئی غیر سید سید نسب کا ہمکفو نہیں چاہے قریش ہو یا غیر قریش اور غیر کفو میں نکاح بنا بر روایت مفتیٰ بہا مختار للفتویٰ سرے سے ناروا ہے اور علت عدم کفایت کی فتح القدیر وغیرہ میں ہے کہ جہاں عار ہو وہاں کفایت نہیں سو تمام جہان کے سادات کو غیر سید سے عقد کے ذکر تک سے عار و استنقاص ہوتا ہے۔ پس کفایت نہ ہوئی لہٰذا کسی غیر سید سے سیدہ حسنیہ حسینیہ کا عقد ہونا از روئے مذہب

اہل سنت جماعت حنفی کے سرے سے ناروا ہے اس کی مزید تشریح و تفصیل کے لئے دیکھو
جامع النجرات ۔ احیاء الآداب مقامع السنیہ وغیرہ مصدقہ علمائے عرب و عجم ۔
رہا اطلاق لفظ سید و شاہ کا غیر پر سو تحقیق یہ ہے کہ سید نسب سادات حسنی حسینی
کا ایک علم دنیائے اسلام میں مسلم و مشہور و متعارف و متوارث ہے لہٰذا مطلق لفظ
سید غیر سید پر بولنا تبدیل نسب کے حکم و معنی میں ہے جس کی سزا یہ ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتوں
اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور قیامت کو اللہ اس کے فرض نفل کچھ قبول نہ فرمائے گا اور
اس پر کفر تک کا اطلاق شرع میں وارد ہوا ہے ۔ حرام و ناروا محض ہے اور جن بلاد و
احصار میں شاہ بمعنی سید کے متعارف ہو وہاں اس کا اطلاق بھی غیر سید پر ناروا ہوگا ورنہ
وَلَا مُنَاقِشَةَ فِي الْاِصْطِلَاحَاتِ اور زید کا استدلال ابن آثال رضی اللہ عنہ و سعد رضی اللہ عنہ پر بولنے
سے سو یہ قیاس مع الفارق و غلط ہے اور تقریر یہ کہ :۔
غیر سید پر لفظ سید مطلق کبھی اسلامی دنیا میں نہیں بولا جاتا جب بولیں تو اسے نسبت
و اضافت سے بولتے ہیں مثلاً سیدی ۔ سیدنا ۔ سیدھم سیدکم وغیرہ اور جب مطلق
سید کہیں تو اسلامی اصطلاح میں یہ صرف سادات حسنی و حسینی سے مختص ہے اور ان سے
خاص بعد حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پس اس کا اطلاق غیر پر تبدیل
نسب کے حکم و معنی میں ہے اور سخت ناروا ہے جس کی عام سزا بخاری میں مذکور ہے ۔
فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ اس پر بہشت حرام ہے بس نسب کے بدلانے اور چھپانے
سے بچنا لازم ہے اور نسب پر فخر اور دوسروں کو ذلیل ٹھہرانا از خود سخت مذموم اور
شرعاً ممنوع ہے ۔ واللہ و رسولہٗ اعلم ۔
(۵۲) علمائے اسلام احناف اکرام نے تصریح فرمائی ہے کہ ناحق کسی مخلوق کو ایذا دینا اور
اس کی بے عزتی ذلت خواری کے درپے ہو جانا شرعاً ناروا و گناہ ہے حتیٰ کہ حدیث میں وارد
ہوا کہ جس نے معاہد (ذمی) پر ظلم زیادتی کی تو میں اس سے جھگڑا کروں گا دن قیامت کے
مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سنن ابی داؤد میں متعدد
صحابہ سے مروی ہے لہٰذا کتب فقہ و فتاویٰ میں یہود و مجوس تک کو ناحق ایذا دینا

موجب تعزیر و گناہ قرار دیا گیا ہے۔ چاہیے بیجا طور پر کلمہ شدت ہی سے ہو چنانچہ
بحر الرائق و در مختار میں ہے کہ قنیہ میں ہے۔ قَالَ لِیَھُوْدِیٍّ اَوْ مَجُوْسِیٍّ
یَا کَافِرُ یَأْثَمُ اِنْ شَقَّ عَلَیْہِ مُقْتَضَاہُ اَنَّہٗ یُعَزَّرُ لِاِرْتِکَابِ
الْاِثْمِ یہودی اور مجوسی کو ناحق کافر کہا تو گنہگار ہوگا اگر اس کو بُرا معلوم ہوا مقتضا
اس کا یہ کہ اس ناحق کافر کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی بوجہ اس کے ایک گناہ کا ارتکاب
کرنے کے فتح القدیر و در مختار میں ہے شَتَمَ مُسْلِمٌ ذِمِّیًّا عُزِّرَ لِاَنَّہٗ اِرْتَکَبَ
مَعْصِیَۃً مسلمان نے ذمی کافر کو گالی دی تو اسے تعزیر لگائی جائے گی کہ اس نے معصیت
کا ارتکاب کیا اس قسم کی مثالیں کتاب و سنت و فقہ میں بہت ہیں سبحان اللہ
بعض دین ایمان کے دعویداروں کے دین و ایمان سے تنزل کی حالت یہاں تک پہنچی
کہ جن کے مذہب میں یہودی مجوسی کافر ذمی تک کو ناحق ایذا و گالی دینا اس کی بے عزتی
کرنا معصیت اور گناہ اور قابل تعزیر و سزا کے لائق جرم ہے ان کو اپنے نبی پاک کی
اہلبیت اطہار کے لوگوں کی ایذا و اہانت بے عزتی گالی و بے تعظیمی کرنا ہتک عزت
کرنا جرم اور گناہ ہی نہیں لگتا اور ان پڑھوں کا کیا گلہ مُلّا مولوی عالم فاضل ہونے کے
بعض مدعی اور طریقت و تصوف سے بے حقیقت انتساب کرنے والے بھی اس
معصیت و ناروا جرم عظیم سے پاک تک نہیں کرتے۔

آہ ان سے کون پوچھے کہ اے علم و تصوف کے بہانگ دہل دعویٰ کرنے والو
اے سنی حنفی فلاں فلاں کہلانے والو اپنے علم دین ایمان عقل کا صدقہ اتنا تو بتا دو
کہ جن کے دین ایمان میں اہل بیت رسول اولاد نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سادات
کرام کے لئے کوئی بھی لحاظ و احترام و قدر کی گنجائش نہیں لیکن ان کے ہاں یہود
مجوس اور ذمی کافروں کے لئے ہے ایسوں کا دین ایمان کتنی قیمت و قدر کا ہے۔
اور جن کے نزدیک مطلق بدسلوکی و ایذا و اہانت ذمی کفار کے ساتھ بھی روا نہیں مگر
اہل بیت رسول کے ساتھ بے باک روا سمجھی جا رہی ہے وہ کس قسم کے مسلمان و
مومن ہیں۔ اشباہ و النظائر و در مختار میں ہے۔ وَیُعَزَّرُ کُلُّ مُرْتَکِبٍ

مُنْكَرٍ اَوْ مُؤْذِیْ مُسْلِمٍ بِغَیْرِ حَقٍّ بِقَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اور تعزیر لگائی جائے ہر خلاف شرع کے مرتکب کو یا جو کسی مسلمان کو ناحق ایذا دے قولاً یا فعلاً وَلَوْ بِغَمْزِ الْعَیْنِ اَوْ اِشَارَۃِ الْیَدِ اور اگرچہ وہ ایذا آنکھ یا ہاتھ کے اشارہ ہی سے ہو (در مختار)۔

فَمُرْتَکِبُہٗ مُرْتَکِبُ مُحَرَّمٍ تو اس کا ارتکاب کرنے والا حرام کا مرتکب ہے۔

علامہ شامیؒ نے وہابیہ کو خوارج قرار دیا یونہی محققین نے اور وجیز امام کردری میں ہے

یَجِبُ اِکْفَارُ الْخَوَارِجِ فِیْ اِکْفَارِہِمْ جَمِیْعَ الْاُمَّۃِ سِوَاھُمْ خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اس واسطے کہ وہ اپنے خارجیوں کے سوا سب امت کو کافر کہتے ہیں۔ اب مقام غور ہے کہ اپنی بلا اپنے جیسوں کی ایذا اہانت و تکفیر پر تو یہ سب کچھ یاد از بر و مستحضر مگر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب و ناحق ایذا اہانت تکفیر تک کوئی کرے اس کی مسلمانی و دینداری و ایمان میں بال برابر فرق نہ آئے اُسے تضلیل تفسیق تکفیر و تشدید سے مامون کیا جائے کیا یہ فتنہ ضلالت رفض و خروج کے فتنہ و ضلالت سے گھٹ کر ہے نہیں بلکہ عین ویسی اور بلکہ اس سے بدرجہا بدتر اور عداوت دین میں بڑھ کر ہے تو ایسے لوگوں سے نفرت و بیزاری ہم اسلام اہل سنت خیر الانام پر اہم فرض اور ایسوں کی تردید قولاً و فعلاً لازم ہے ورنہ یُحَکُّمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ ہم میں اور ان میں کچھ فرق نہ ہوگا معاذ اللہ۔ پس خلاصۂ مضمون کتاب اَلسَّیْفُ الْمَسْلُوْلُ یہ کہ مذکورہ بالا دلائل کتاب و سنت و آثار کی روشنی میں یہ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے اور یہ امر ثابت ہو گیا کہ سادات کرام اہلبیت رسول کی ایذا اہانت عداوت دشمنی جنگ اور گالی وغیرہ بدسلوکی مقابلہ سخت ناروا اشد حرام ہے دین ایمان کو تباہ کر دینے والا کام ہے اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا کرنا خود حضور اکرم صلی اللہ کے ساتھ ایسا کرنا ہے اور قتل و مار پیٹ تو کیا اور تکفیر تو کجا اہل بیت اطہار اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینا بھی حضور کو معاذ اللہ گالی دینا ہے اور آپ کے ساتھ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا کرنا ہے سو منکر دشمن دین و ایمان کے حق خود اللہ رسول کا حکم و فیصلہ وہ ہے جو ہمارے علمائے اسلام اہل سنت جماعت نے اپنی کتب میں لکھا۔ چناں چہ

صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۲ بزبان وحی ترجمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ سَبَّ اَھْلَ بَیْتِیْ فَاِنَّمَا یَرْتَدُّ عَنِ اللّٰہِ وَالْاِسْلَامِ جس نے میری اہل بیت کو گالی دی وہ مرتد ہو گیا اللہ تعالیٰ اور دین اسلام سے اور حدیث شریف سے قطعاً یہ بھی ثابت ہے کہ اہل بیت کو گالی خود حضور کو گالی دینا ہے معاذ اللہ۔ اور کتاب مستطاب دشفتہ الصاوی من بحر فضائل نبی النبی الہادی صفحہ ۶۱ مطبوعہ مصر میں ہے۔ جو کہ امام ابوبکر بن عبدالرحمٰن سنی کی تصنیف اور ہر چہارم مذہب اہل سنت جماعت حنفی شافعی مالکی وحنبلی کے علمائے حرمین شریفین کی تصدیق کی ہوئی اور مانی ہوئی کتاب ہے۔ لکھتے ہیں "جو اشراف سادات اولاد فاطمہ کی گالی۔ ایذا۔ اہانت وتنقیص میں مبتلا ہوا معاذ اللہ تو وہ آپ کے عناد ودشمنی عداوت کے گڑھے پہ ہے اور خدا رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوا ہے اور سب سے بدترین معصیت میں پڑا ہے"۔

فَعَنِ الْحُسَیْنِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ اَھْلَبَیْتِیْ فَاَنَا بَرِیْءٌ مِّنْہُ وَالْاِسْلَامُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے میری اہل بیت کو گالی دی تو میں اس سے بیزار ہوں اور اسلام بھی اس سے بیزار ہے۔

علامہ ابوبکر رح لکھتے ہیں۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ ھٰذَا الْحَدِیْثُ اَیْضًا مُصَرِّعٌ بِکُفْرِ مَنْ سَبَّ شَرِیْفًا وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ یعنی علماء اسلام نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ حدیث شریف بھی صریح طور پر اس بات کو واضح فرما رہی ہے کہ جس نے کسی سید صاحب کو گالی دی کافر ہے اور ایسا کرنا کفر ہے۔ معاذ اللہ۔ اور کتاب رشفتہ الصاوی شریف میں اس کے بعد لکھا ہے۔ وَعَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ مَرْفُوْعًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْوَیْلُ لِظَالِمِ اَھْلَبَیْتِیْ عَذَابُھُمْ مَعَ الْمُنَافِقُوْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۝

یعنی یہ مرفوع حدیث حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سیدنا

علی کرم اللہ وجہہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ وَیْلٌ ہے میری اہل بیت پر ظلم کرنے والے کے واسطے ایسے لوگوں کو عذاب ہوگا، منافقوں کے ساتھ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ (یعنی نہایت بدترین درجہ عذاب) میں۔

پھر علامہ امام ابوبکر فرماتے ہیں۔

فَلَا یَبْعُدُ کُفْرُ السَّابِّ لَهُمْ لَا سِیَّمَا اِنْ کَانَ السَّبُّ مَقْرُوْنًا بِاسْتِخْفَافٍ بِمَقَامِ الشَّرَفِ اَوْ اِسْتِحْلَالٍ لِذٰلِكَ ۝

مطلب یہ کہ پس کچھ کلام نہیں اس شخص کے کافر ہونے میں جو اہل بیت رسول کو گالی دینے والا ہے خاص کر جب وہ فعل شنیع گالی دینا مقام سیادت کی توہین پر مبنی و متعلق ہو اور اُسے حلال جاننے کی صورت میں ہو اوّل غیر سید کا سید کو گالی دینا تو اس سے غالباً خالی ہوتا ہی نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اور کما حقہٗ تلافیٔ مافات و ما صدر اور توبہ نہ کرنا تو اس کی کھلی دلیل ہے۔

پھر علامہ امام صاحب رشفۃ الصاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علامہ قاضی عیاض مالکی سنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفا شریف میں فتویٰ دیا ہے جس کا حاصل یہ کہ جس نے کسی سید اولاد رسول کو باپ کی گالی دی اور اس سید کے اولاد رسول نہ ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو یعنی اس کا سید ہونا مشہور و معروف ہو تو گالی دینے والا قتل کیا جائے گا۔

وَاَفْتَى الْکَمَالُ الرَّدَّادُ فِیْ مَنْ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ وَالِدَ الشَّرِیْفِ اَنَّهٗ یَصِیْرُ بِذٰلِكَ مُرْتَدًّا خَارِجًا عَنِ الْاِسْلَامِ یَجِبُ عَلَیْهِ تَجْدِیْدُ الشَّهَادَتَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یُسْلِمْ قُتِلَ بِالسَّیْفِ وَجَازَ طَرْحُهٗ لِلْکِلَابِ اور فتویٰ دیا علامہ کمال رداد (عالم اہل سنت جماعت) نے اس شخص پر جو کہے کہ لعنت ہے اللہ کی سید کے باپ پر (معاذ اللہ) کہ اس سے وہ کہنے والا مرتد ہو جاتا ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس پر واجب ہے کہ پھر سے از سر نو اللہ رسول پر ایمان کی شہادت دے۔ (داخل اسلام ہو) اگر نہ مانے تو تلوار سے قتل کر دیا جائے اور جائز ہے کہ اُسے کُتّوں کے آگے پھاڑ ڈالنے کو پھینک

دیا جائے ۔۔۔ اقول یہاں سے ہمارے علمائے اسلام اہلسنت جماعت کے ایمان و عقیدت کا اندازہ کریں۔ اہل رفض و خروج بھی اور کتاب مستطاب رشفہ الصادی میں ہے ۔۔

کہ ہم فتاوی علامہ السالم باصفی الحضرمی میں ہے۔

(مسئلہ) مَا حُكْمُ ثَالِبِ ذُرِّيَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَاصِلُ مَا اُجَابَ بِهٖ اَنَّهٗ قَدَّمَ مَا يَسْخَطُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَيَمْقُتُهٗ بِهٖ لِاَنَّ الْاِيْمَانَ مَنُوْطٌ بِحُبِّهِمْ وَالنِّفَاقَ مَرْبُوْطٌ بِبُغْضِهِمْ وَاَطَالَ اِلٰى اَنْ قَالَ وَيَجِبُ عَلَى الْوَالِيْ اِسْتِتَابَتُهٗ وَتَعْزِيْرُهٗ فَاِنْ لَّمْ يَتُبْ مُسْتَحِلًّا لِذٰلِكَ قُتِلَ وَاُغْرِيَ بِجِيْفَتِهِ الْكِلَابُ ٥

سوال ہوا کہ جو کسر شان و توہین کرے عیب لگانے کا ارتکاب کرے ہتک عزت کرے اولادِ رسول (سادات کرام) کی اس کا کیا حکم ہے۔

خلاصہ کلام ان کے جواب کا یہ کہ اس نے ایسے امر پر اقدام کیا ہے کہ اللہ کو سخت سخت ناخوش ہے اور غضب الٰہی کا سبب ہے کیونکہ ایمان تو ان کی محبت سے آمیختہ ہے اور نفاق ان کے بغض و عداوت سے وابستہ ہے۔ پھر اس پر اپنا کلام کیا تا آنکہ فرمایا۔

والی امر پر واجب ہے کہ اسے اس سے تائب کرے اور عبرتناک سزا دے سو اگر وہ پشیمان ہو کر توبہ نہ کرے اور اسے حلال جانتا ہو تو اُسے قتل کر دے اور اس کی نعش ناپاک کو کتوں کے آگے پھینک دے کہ اُسے پھاڑ کھائیں۔ اھ

یونہی دیگر علمائے اسلام و مشائخ عظام نے بھی تصریح کے ساتھ فرمایا ہے کہ اہل بیت رسول سادات کرام کی گالی ایذا و اہانت صلح حرب محبت عداوت عین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم و معنی میں ہے یہ کتاب وسنت سے ثابت ہے اور عقل و نقل بھی اس کا انکار نہیں کرتے اور ایذا صریح حرام و ناروا ہے اور دین د

ایمان کی تباہی کا کام ہے۔ جو اُسے حلال و روا جانے اور باز نہ آئے اس کے حق علمائے اسلام کا قطعی فیصلہ وحکم ہے۔

یُقتَلُ وہ مارا جائے ہرگز نہ چھوڑا جائے بلکہ یہ عین ذاتِ پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا کرنا ہے۔ معاذ اللہ جس کا حکم ہے۔

یُقتَلُ وَلَا یُستَتَابُ لائق گردن زدنی کے ہے اس کی توبہ بھی اسلامی عدالت میں قبول نہ کی جائے۔ پس ہر مسلمان بھائی پر لازم ہے کہ ایسے قہر وغضب الٰہی کے موجب سے بچے اور دین وایمان کی سلامتی کا ہمیشہ خیال رکھے کہ یہ سخت خطرناک امر ہے اسے ہرگز معمولی وسہل نہ جاننا چاہیئے کہ اولاد رسول سادات کرام اہلبیت رسول کا معاملہ عین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ ہے پھر ان کی ایذا واہانت وگالی وسب وحرب ولعن طعن وبے ادبی وتنقیص عداوت دشمنی کسی مومن مسلمان کو کیونکر روا ہوسکتی ہے۔

اور حضرات سادات کرام کو بھی مودبانہ گذارش ہے کہ وہ فقیر کی اس خدمت کو نہ ذریعۂ فخر ومباہات ٹھہرائیں نہ بے محل کسی دینی ایمانی بھائی کی تحقیر واذیت کا حربہ گردانیں اور خود بھی ایسے امور سے احتراز فرمائیں اور بہت بچیں جو ان کی شان تطہیر وسیادت کے منافی ہو کہ کسی کو ان کی بے ادبی واذیت وکسر شان وسب میں مبتلا ہونے کی نوبت ہی نہ آئے کہ یہ معمولی بات نہیں اس لئے کہ اہل بیت کی کاٹ عین حضور پاک کی ہے اور اس کا حکم کچھ اوپر مذکور ہوا۔ اور ہمارے علمائے احناف کرام نے پوری شدت کا فتویٰ وحکم فرمایا ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں صریح فرمائی ہے کہ

اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ وَبَانَتْ مِنْہُ امْرَاَتُہٗ ۝

جس مدعی اسلام نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی یا آپ کی تکذیب کی یا عیب لگایا یا آپ کی شان پاک کو کسی طرح نیز سے کم بتایا تو وہ اللہ کے ساتھ

کافر ہُوا اور اس کی عورت اس کے نکاح سے چھوٹ گئی (یعنی طلاق ہوگئی) وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔



پہلی بار اشاعت ۱۶ر شوال ۱۳۷۵ھ

دوسری بار اشاعت ۱۲ر جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ

خادم کتاب وسنت ابرالمعارق عبید المصطفیٰ

فقیر محبوب آبادی ہزاروی غفی عنہٗ

(باہتمام جمعیۃ اسلامیۃ سنیہ حنفیہ محمودیہ مطبوع گردید)

کتبہ

محمد عبدالرحمان قادری پشاوری

۱۲ر جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ

مطابق ۲۰ر دسمبر ۱۹۸۸ء

سوال دریافت حکم شرعی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت امام اہلسنّت صدر علماء و مشائخ ڈویژن ہزارہ صوبہ سرحد پاکستان ابو مسعود پیر سید محمود محدث ہزاروی

زمانہ قدیم سے آجتک بلاد و امصار عرب و عجم اہلِ اسلام کا اس پر اعتقادی و عملی اجماع ہے کہ سادات کرام اولاد و اہلبیتِ رسول کی خواتین مطہرات کو افرادِ امت غیر سید بعلت نسب و نسبت حضور سید العالمین اکرم الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دینی ایمانی مادرِ محترمہ جانتے مانتے ہیں اور ان سے غیر سیّد کوئی فرد بھی عقدِ نکاح تو کیا اس کا تصور بھی ذات رسول اور اولاد رسول کی دین کش ایمان سوز ہتک و اہانت سمجھتے چلے آئے ہیں۔ حسبِ فرمانِ رسول متواتر حدیث ثقلین کتاب و سنّت اور اہلبیت اولادِ رسول کا احترام و ادب قطعًا منجملہ تعظیم و توقیر رسول کے اعتقاد کرتے ہیں۔ اس پر فتن دور کے بعض بے باک گستاخ باغی ذہن و کردار بد باطن ملا نے سیّدہ سے غیر سیّد کے معاذاللہ عقد کو جائز کہہ کر اپنی اور دوسروں کی دنیا و آخرت غارت کرنے پر ایمان سوز دلیری کرنے لگے ہیں حالانکہ عرفِ اسلامی ہی میں اس کا جرمیہ عظیمہ کا ارتکاب تو کجا اس کا ذکر بھی زبان پر لانا رسول اور اولادِ اہلبیت رسول کی گالی ہے۔ اور اشد توہین و بے ادبی و اہانتناک ہے۔ اہل اسلام اللہ رسول کی رضا اور مسلمانوں کی ہدایت و خیر خواہی کی خاطر درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس صریح توہینِ رسول و اہلبیتِ رسولؐ کو جائز کہہ کر زبان و قلم پر لانے والوں کا حکم شرعی مطابق مذہبِ اسلام مسلک سنی حنفی کے باحوالہ صادر فرما کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں

سائلین عوام و خواص سادات و غیر سادات اہلِ اسلام آزاد کشمیر پاکستان

الجواب:- بعون اللہ الملک الوہاب الملہم للصدق والصواب بہ البدایہ والیہ المآب

ستی اولادِ رسول سے غیر سید کے عقدِ نکاح کے ناحق جواز کے مذہبیہ شرعیہ کے جواز کا گستاخانہ کفریہ زبان و قلم پہ لانا قطعاً حضور سید العالمین اکرم الاولین والآخرین رسول اور اولاد و اہلبیتِ رسول ذات کرام کی اشد توہین وہتک واہانت واستخفاف بلکہ صریح گالی اور سب وشتم ہے۔ اور بے ادبی و بے تعظیمی ہے۔ جو قطعاً ناروا، اصلاً حرام، مذہباً باطل، اعتقاداً و عملاً کفر و ارتداد ہے۔ حضور معلم و مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات وصفات و متعلقات و منسوبات و اصول و فروع کی تعظیم و توقیر صریح نص قرآنی سے فرض ہے۔ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ۔ اور قاعدہ شرعیہ ہے۔ الامر بالشیٔ نہی عن ضدہٖ

فتح القدیر و منسک متوسط فتویٰ عالمگیری و احیاء الادب وغیرہا اسفار دینیہ میں ہے کل ما کان ادخل من الادب والاجلال کان حسنہ۔ جس امر وصورت کو حضور سید العالمین معلم و مقصود کائنات اور آپ کے متعلقات کے ادب و تعظیم و توقیر اجلال کا دخل ہو۔ وہ قطعاً مشروع مندوب وحسن ہے چاہے کسی عالم یا کتاب کا حوالہ ہو یا نہ کتاب اللہ کا حوالہ بس ہے۔

اکرام بہ نسباً طابت عناصرہٗ اصلاً وفرعاً وقدسات بہ البشر

شریعت اسلامیہ میں کسی شئے کا امر اس کی ضد و خلاف سے نہی بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا جمیع اقسام تعظیم و توقیر جد سادات کے لیے منصوص مشروع ٹھہرے تو جمیع اقسام ضدِ تعظیم و توقیر غیر مشروع وممنوع حرام ہوئے۔ جس امر اور صورت میں کمالِ تعظیم و توقیر نہ ہوں۔ وہ رسول کریمؐ اور آپ کے اصول وفروع، ذات وصفات و متعلقات و منسوبات کے متعلق شرعاً ناروا و حرام وممنوع وغیر مشروع ہے سیدہ اولادِ رسول کو غیر سید نا معاذاللہ فرش و منکوحہ بنانے کا ارتکاب وفتویٰ جواز دینا اور اس کا دلیرانہ اطلاق بھی انہی غیر مشروع النوع و اقسام اور افراد میں سے ہیں۔ جن پر جرأت مؤمن مسلمان

کا کام نہیں کہ واقعی یہ بدترین گالی و ہتک اور توہین ہے۔ جس کا جواز ملت پاک اسلام میں کیونکر ہو جو ملعون گستاخ باغی طاغی ایسی جرأت کرے کہ وہ ان لوگوں سے ہے۔ جن کے حق اللہ نے فرمایا۔ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوَاهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

سننے والو کب تم نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہی میں گرنے دیا۔ اور اس کے کان اور دل پر مہر کر دی اور اس کے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے۔ تو کیا تم سبق نہیں لیتے۔ قرآن پاک میں اللہ کا حکم ہے۔ وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ یہ معلم و مقصود کائنات رسول جو دے اسے پکڑ لو۔ اور جس سے تم کو منع کر دے اس سے باز رہا کرو ۲۸ حشر آیت ۷ اور حضور معلم و مقصود کائنات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء (دار قطنی) آگاہ رہو کسی کو نہ بھولیں کہ عورتوں کا عقد نکاح اولیاء ہی کیا کریں اور عورتوں کا نکاح نہ کیا جائے۔ مگر ہم کفو برابر لوگوں سے۔ ایک اور روایت میں فرمایا۔ تَخَیَّرُوْا لِنُطَفِکُمْ فَانْکِحُوْا الْاَکْفَاءَ وَاَنْکِحُوْا اِلَیْهِمْ (بغوی) اپنی نسل کے لیے خوب مشروع محل تجویز کیا کرو۔ رشتہ دینے یا لینے میں کفایہ ہی کی بناء پر نکاح کا معاملہ کیا کرو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ ۲۶/۱۴ الحجرات۔ اے لوگو۔ ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور ہم نے تمکو خاندان سے قبیلے بنایا تاکہ تم پہچان لو۔ کہ تم میں اکرم وہ ہے۔ جو تم سب سے اتقا ہے۔

حضور معلم و مقصود کائنات ؐ نے فرمایا۔ اِنَّ اَتقٰکم و اعلمکم باللہ اَنَا (بخاری)
بے شک تم میں سب سے زیادہ تقویٰ اور علم والا میں ہوں۔ یہی سبب ہے کہ افرادِ ملت حضور کو سید العالمین اور اکرم الاوّلین والآخرین مانتے اور کہتے ہیں۔ اور اِسی لیے آپ کی اولاد یعنی حضرت فاطمہ کو سیدہ اور سادات کرام کہتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو غیر سید کہتے ہیں۔ پس سادات حسنی حسینی کی جدِّ امجد سید العالمین سید الانبیاء والمرسلین اور سادات حسنی حسینی کے والدِ ماجد سیدنا حضرت علیؓ سید العرب ہیں۔ دنیا جہاں میں کسی غیر سید کی جدّہ نہ سید العالمین نہ کسی غیر سید کا والد سید العرب ہے۔ لہٰذا سادات حسنی حسینی کے اب وجدّ والا کوئی غیر سید نہیں۔ اِسی بناء پر کوئی غیر سید، سید کا کفو نہیں اور شرعًا کوئی غیر کفو شخص عقدِ نکاح کا مشروع محل نہیں۔ غیر کفو سے نکاح شرعًا بے محل ہے۔ اِسی بناء پر حضرت اِمام ابوحنیفہ سے مذہب اِسلام مسلکِ سُنی حنفی کی روایت نادرہ ہے۔ وروی الحسن عن الامام بطلانہ بلا کفوٍ (شرح الیاس) لعد اعلیٰ تحقیق و تجربہ فساد بنا، بر ظاہر غیر کفو سے عقدِ نکاح قطعًا موجب ہتک و اِستنقاص و فساد و تکلیف و ضرر و حرج متحقق ہو گیا۔ تو روایت نادرہ مفتی بِھا مختار لِلفتویٰ ٹھہری۔ اور ظاہرِ روایت مرجوح ٹھہری۔ در مختار میں ہے۔ وَیُفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان۔ فتاوٰی شامیہ میں ہے۔ المرجوح منسوخ نیز شامی ج ۱ ہے لا یحل الافتا بالمرجوح لا ینفذ القضاء بہ۔ نہ مرجوح فتویٰ حلال نہ اِس کے ساتھ قضا نافذ ہوں۔ شامی ج ۱ ص ۲۲۵ میں ہے۔ الحکم والفتویٰ بما ھو مرجوح خلاف الاجماع۔ مرجوح روایت پر حکم و فتویٰ خلاف اِجماع ہے۔ غیر کفو ہونے کا موجب وبنا اہلِ عرف میں عار و اِستنقاص معروف محسوس ہوتا ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر۔ عالمگیری اور شامی احیاء الادب وغیرہ میں ہے۔ فان الموجب ھو استنقاص اھل العرف فید ور مع۔ جہاں عقد ہونا موجب عار و اِستنقاص معروف ہو کفایہ نہیں۔ غیر سید سے

سیدہ کے معاذ اللہ عقد کے ذکر و تصور سے سادات بغیر سادات میں اِسقدر عار و استنقاص کا موجب ہے کہ اس سے حضورؐ اور آپ کی اولاد اہلبیت کی گالی قرار دیا جاتا ہے۔ اور حضورؐ اور آپ کی اہلبیت کی گالی تو موجب کفر و ارتداد ہے اور مرتکب کا حکم یقتل ولا یستتاب۔ ایسے کافر جہنمی کے کفر و عذاب میں شک تردد و توقف بھی کفر ہے۔ امام ابو یوسف و زفر کہتے ہیں کفایہ کا حق اولیاء کا ہے۔ فلا یسقط الا برضاء الکل کالدین المشترک (فتح القدیر)

شرافت سادات صفحہ ۱۰۱۔ خاندانِ رسول سادات کا ہر فرد حق کفایہ رکھتا ہے۔ علمائے ملت فرماتے ہیں۔ وانی بجمعھم و رضاھم کیونکر سب کا اکٹھا کرنا اور رضا پانا ممکن ہے۔ علمائے کرام کو حق رسول کا پاس لازم ہے۔ وہی تو پاسبانِ ملت و قوم ہیں۔ اللہ انہیں سلامت باکرامت رکھے۔

مسلک سنی حنفی کے مشہور و معروف فتاوٰی خیریہ میں ہے۔ غیر کفو شخص سے عورت کے عقدِ نکاح کا دروازہ ہی بند کر دیا گیا ہے۔ آئمہ احناف کے امام کے قولِ مبارک عدم انعقاد ہے۔ فسد الباب بالقول بعدم الانعقاد اصلاً۔ غیر کفو سے جب نکاح اصلاً باطل ہے مسلکِ سنی حنفی میں فلا یحتاج الی الفسخ۔ جب منعقد ہی نہیں تو فسخ کیا ہو جب از روئے دین و ایمان جدّ سادات سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور والد سادات باب مدینۂ علم علی سید العرب ہے۔ تو غیر سید سیدہ کا کفو ہوتا کیونکر متصور ہو تو کسی شقی القلب سے جائز ناحق کہنا رسول اور آلِ رسول کی خبیث گالی ہے اور بدترین گستاخی و بے ادبی اور بے مذہبی ہے۔ ایسے باغی و گستاخ چاہے خیر القرون اور صحابہ کے پاک زمرہ میں گھسے چھپے ہوں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا فَلَن یَّغفِرَ اللہُ لَھُم۔ ایسوں ہی کے متعلق فرمایا۔ ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم۔ خود حضورؐ معلم و مقصودِ کائنات نے فرمایا۔ من سب اھل بیتی فانما یرتد عن اللہ والاسلام۔ جس نے میرے اہلبیت سے کسی کو گالی دی یقیناً وہ اللہ اور دین اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔

(صواعق محرقہ) طبع بیروت ۱۳۵۵ھ حسام الانتقام علی أعداء خیر الانام الصارم المسلول علی الشاتم الرسول۔ السیف المسلول علی أعداء آل رسول۔ شرافت السادات۔ لمحدث الہزاروی

مسلک سنی حنفی کا ایسے کافر مرتد زندیق کے لیے فتویٰ۔ اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ کَفَرَ بِاللّٰہِ وَبَانَتْ مِنْہُ اِمْرَأَتُہٗ۔ مسلم ہو کر جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی۔ یا آپ کی طرف جھوٹ کی نسبت کی یا کوئی عیب لگایا۔ یا کسی سے گھٹایا وہ اللہ کے ساتھ کافر مرتد ہوگیا۔ اور اس کی عورت اس کے عقد سے نکل گئی۔ (کتاب الخراج) اس مسئلہ کے لیے نہایت کارآمد کتابیں یہ ہیں۔ أحیاء الآدب۔

حسام الانتقام۔ علی أعداء خیر الانام۔ سیف المسلول۔ صارم المسلول۔ شفاء شریف فتاویٰ بزازیہ۔ درر وغرر خیریہ وغیرہا میں ہے۔ اجمع المسلمون۔ ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔ تمام جہاں کے مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے حضورؐ کو گالی دی وہ کافر ہوگیا۔

اور جو اس کے جہنمی و کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ نووی شرح مسلم میں ہے۔ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اِنَّ الْکَلِمَۃَ الْوَاحِدَۃَ مِنْ ہِجَاءِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم مُوْجِبَۃُ الْکُفْرِ۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔ ایک کلمہ لفظ بھی حضورؐ کی ہتک توہین بے ادبی، گستاخی کفر و ارتداد کو لازم واجب کر دینے کو کافی ہے۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ خادم الملت

بانی جامعہ عالیہ ابو مسعود سید محمود حنفی کاظمی

اِس فتوای کی جن ممالک کے عُلماء نے تصدیق کی۔

مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ بغداد شریف۔ ترکی۔ مصر۔ عراق۔ اُردن۔ شام۔ فلسطین کوہستان۔ ہندوستان۔ بنگال۔ برما۔ افغانستان۔ کابل۔ سندھ۔ افریقہ جاوا۔ سماٹرا۔ یمن۔ بلخ۔ بُخارا۔ سمرقند۔ تاشقند۔ انڈونیشیا۔

پاکستان الجواب حق و الحق اُن یتبع مولوی سید ولی اللہ واہ کینٹ ضلع اٹک بلوچستان۔ کشمیر۔ تبت۔ گلگت۔ یاغستان۔ چترال۔ سوات بنیر۔ پنجاب ملاکنڈ۔ بدخشان۔ ریاست ہنزہ۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ۔ برما۔ رنگون۔

جن خانقاہوں اور درباروں سے اسکی تصدیق وتائید ہوئی۔

دربار بغداد شریف۔ دربار اجمیر شریف۔ دربار کلیر شریف۔ دربار خواجہ نظام الدین دہلی شریف۔ دربار خواجہ باقی باللہ۔ دربار تونسہ شریف۔ دربار گولڑہ شریف دربار علی پور شریف۔ دربار جلال پور شریف۔ دربار چورہ شریف۔ دربار مانکی شریف دربار بھور شریف۔ دربار کرلوبنہ شریف۔ دربار نور پور شاہاں شریف۔ دربار چھبور شریف۔۔ دربار میرا شریف۔ دربار حضرت سلطان باہو شریف۔ دربار دندہ شریف۔ دربار بنگالی شریف۔ دربار کیلیاں والا شریف۔ دربار کرمانوالہ شریف۔ دربار کھڑی شریف۔۔۔ دربار سائیں سہیلی سرکار شریف۔ دربار یکہ توت شریف۔ دربار گھمگول شریف دربار کچھوچھہ شریف۔ دربار محبوب آباد شریف۔ دربار پیناگ شریف۔ دربار گلبادشاہ صاحب موہڑہ شریف خیابان سرسید۔ دربار پیر بابا بُنیر۔ دربار طاہر علاؤ الدین بغدادی کوٹھہ شریف۔ دربار شاہ قبول اولیاء شریف۔ دربار سخی سرور شریف۔ دربار سید

عبداللہ صحابی۔ دربار شاہ حقیق - دربار شاہ عبداللطیف بھٹائی شریف - دربار شاہ
چن چراغ شریف - دربار جئے شاہ نورانی شریف - دربار ٹھنگر شریف - دربار شیخ عبدالوہاب
شعرانی شریف - دربار سید علی خواص - دربار قطب ربانی شیخ بہاوالدین ذکریا ملتانی
دربار بوعلی قلندر - دربار شمس تبریز - دربار شیخ سعدی - دربار حافظ شیرازی
دربار کڑیانوالہ شریف - دربار شیخ احمد موفی پت - دربار امام اعظم ابوحنیفہ رح - دربار
حضرت امام شافعی رح - دربار حضرت امام مالک رح - دربار حضرت امام مالک رح - دربار حضرت امام
احمد بن حنبل - دربار یوسف بن اسماعیل بنہانی - دربار حضرت شیخ فریدالدین عطار - - -
دربار حضرت عبدالرحمان جامی - دربار شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی - دربار شیخ محی الدین
ابن عربی - دربار خلفائے راشدین - دربار صدیقی - دربار فاروقی - دربار عثمانی
دربار مدینہ علم علوی - دربار بضعۃ المصطفیٰ مرتضی حسنی حسینی - دربار اصحاب مصطفیٰ ..
دربار عقیدت جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام